



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# پیر مصطفیٰ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## پیدائش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

### مہوش شریف



ناشر

### ناج ڈیپارٹمنٹ

790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد  
0300-0321-7211978



پیدائش جناب رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم

# مختصر سیرت مصطفیٰ

آگئی مصطفیٰ ﷺ کی سواری  
اپنے گھر کو دیوں سے سجالو  
دے رہے ہیں فرشتے سلامی  
تم درودوں کی مالا بنا لو

مصنف:

مہوش شریف

ناشر: ناچ ریڈیو سٹریٹ  
790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد  
0300.321.72-11-978

استدعا: اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے انسانی طاقت و بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو براہ کرم مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں درستی کی جا سکے۔ جزاک اللہ خیراً کثیراً۔ ناشر

کتابخانہ  
مختصہ

بازار لاہور

208  
صفحات:

مصنف:  
مہوش شریف

نام کتاب:  
مختصر سیرت مصطفیٰ

300  
قیمت:

طبع:  
محمد طیب

سن اشاعت:  
2017



شبیر براء روز

ڈسٹری بیوٹر

۳۰ زبیدہ سٹراڈ بازار لاہور فون نمبر: 042-37246006

مکتبہ اسلامیہ  
صنعتی ٹیکسٹائل 2631204  
محمد علیہ کھٹک ٹیکسٹائل 2641204  
041

شاکر پبلی کیشنز  
۱۳۸ اردو بازار لاہور  
042-37240084

صدیقی لائٹنی بک سنٹر  
نزد نیشنل بینک گوبندہ  
0301-7078296

شریف سنز  
اسین پور بازار فیصل آباد  
041-2624465

مکتبہ نوریہ رضویہ  
گلبرگ ملٹاٹل نیشنل ہسپتال  
فیصل آباد 041-2626046

احمد بک کارپوریشن  
اقبال روڈ کشمیری چوک راولپنڈی  
051-5558320

دالی کتاب گھر  
اردو بازار گوبندہ انوار  
055-4441614

مکتبہ فیضان مدینہ  
اندرون بوہڑ گٹ ملتان  
0306-7305026

مکتبہ غوثیہ  
یونورسٹی روڈ کراچی  
021-4326110

کتاب نہ ملنے کی صورت میں درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ شکریہ

0300-72-11-978

G.mail: MUHAMMADTAYYAB61@GMAIL.COM

FACEBOOK: MUHAMMADTAYYAB61@GMAIL.COM



297-9921

م 899 فہرست۔

صفحہ نمبر	تفصیل	نمبر شمار
11	دیباچہ	
12	پیش لفظ	
13	تخلیق حضرت آدم ﷺ	باب نمبر ۱
17	یہ ابلیس کون تھا؟	1
22	اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنے طریقوں سے پیدا کیا	2
24	کیسے حضرت حوا اور آدم ﷺ ابلیس کے وسوسے کا شکار ہوئے	3
26	آسمان سے زمین پر اترنا	4
31	حضرت آدم ﷺ کس دن پیدا ہوئے	5
31	حضرت آدم ﷺ سے حضرت موسیٰ ﷺ کی ملاقات	6
33	حضرت آدم ﷺ کا پہلا انکار	7
35	جنت میں حضرت آدم ﷺ کی اولاد تھی یا نہیں	8
35	زمین پر سب سے پہلا قتل	9
38	کوئے نے سکھایا دفن کرنے کا طریقہ	10
39	حضرت آدم ﷺ کے بچوں کی تعداد	11
39	حضرت آدم ﷺ کی وفات اور حضرت شیث ﷺ کو وصیت	12
42	پیدائش محمد ﷺ	باب نمبر: ۲

2015-10-20

صفحہ نمبر ۱۰۵

20/10/15

53	بیان تھوڑے سے ان کرامات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے ظاہر ہوئے۔	1
64	واقعات رضاعت	2
71	حلیہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم	3
73	باب نمبر: ۳ جناب رسول خدا کا حلیہ مبارک	
73	جسم مبارک	1
74	جسم مبارک کا سایہ نہ تھا	2
74	قد مبارک	3
76	سر مبارک	4
77	بال مبارک	5
79	سفید بال	6
80	رُخ انور	7
81	مقدس پیشانی	8
81	محراب ابرو	9
82	آنکھیں مبارک	10
83	ناک مبارک	11
83	ہونٹ مبارک	12
84	دانت مبارک	13
84	آواز مبارک	14
85	لعاب دہن مبارک	15

86	کان مبارک	16
86	پُر نُو رگردن مبارک	17
86	مقدس دست مبارک	18
88	شکم و سینہ مبارک	19
89	مقدس پاؤں مبارک	20
89	جسم کی خوشبو مبارک	21
90	پسینہ مبارک	22
91	مہر نبوت	23
95	تھوڑے سے معجزوں کا بیان	باب نمبر: ۴
95	آسمانی معجزات	1
95	چاند دو ٹکڑے ہو گیا	۱
96	سورج پلٹ آیا	۲
97	سورج ٹھہر گیا	۳
97	روئے زمین پر ظاہر ہونے والے معجزات	2
97	پہاڑوں کا سلام کرنا	۱
98	اشارے سے بتوں کا گر جانا	۲
98	پہاڑ کا ہلنا	۳
99	مٹھی بھر خاک	۴
99	نباتات کے معجزات	3
99	خوشہ درخت سے اتر پڑا	۱

100	درخت کی گواہی	۲
101	چھٹری کی روشنی ہو گئی	۳
102	لکڑی تلوار بن گئی	۴
103	رونے والا ستون	۵
104	معجزات حیوانات کے	4
104	ہرنی کی فریاد	۱
105	بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد	۲
106	شیر کی نیکی	۳
106	جانوروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا	۴
107	دودھ نہ دینے والی بکری نے دودھ دے دیا	۵
108	بھیڑے کی نیکی چرواہے کے ساتھ	۶
110	محسن انسانیت کے معجزات	5
110	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں سے قرض ادا کرنا	۱
110	ایک پیالہ دودھ کا	۲
112	ام سلیم کی روٹیاں برکت سے زیادہ	۳
113	حضرت جابر کی دعوت میں برکت	۴
114	انگلیوں مبارک سے چشمہ جاری	۵
114	معجزات کے شفاء امراض	6
114	گونگا بولنے لگا	۱
115	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری جاتی رہی	۲



115	زخمی اچھا ہو گیا	۳
115	سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو گیا	۴
116	حضرت جابر گھوڑے سے کبھی نہ گرے	۵
116	کتے کا پلانا نکل کر چلا گیا	۶
116	حضرت قتادہ کی آنکھ کا زخم اچھا ہو گیا	۷
117	جنات کے معجزات	۱
117	جنوں کا سلام اور پیغام دینا	۲
117	جن کا سانپ کی شکل میں آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	باب نمبر: ۵
119	وصال با کمال ”یا“	1
	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پر وہ فرما جانا	باب نمبر: ۶
128	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین	1
132	نمازے جنازہ	2
132	قبر مبارک	باب نمبر: ۷
134	رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے	1
142	روزہ کی نیت	2
142	روزہ ٹوٹ جاتا ہے	3
142	جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے	4
143	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	5
143	روزہ توڑنے کا بیان	6
143	لیلیۃ القدر	

144	نماز تراویح	7
145	روزے دار کی خوشیاں	8
147	روزہ داروں پر اللہ کی رحمت	9
148	رمضان المبارک میں درود شریف کے فضائل	10
149	اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب ہے	11
149	صلوٰۃ ملائکہ کے درود کا مطلب ہے	12
149	مومنوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے	13
153	رمضان المبارک میں حضور ﷺ کی عبادات	14
153	روزہ	15
155	رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی	16
157	زکوٰۃ کا مقصد	17
158	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط	18
158	جانور	19
159	سونا و چاندی	20
159	اموال تجارت	21
160	نقد مال و دولت	22
160	زکوٰۃ کے مصارف	23
161	فقیر	24
161	مسکین	25
161	عاملین زکوٰۃ	26

162	مولفتہ القلوب	27
162	غلام آزاد کرنا	28
162	قرض دار	29
162	فی سبیل اللہ	30
163	ابن اسبیل یعنی مسافر	31
164	عید الفطر	32
167	معراج شریف کا مبارک سفر	باب نمبر: ۸ ✓
167	معراج کب ہوئی	1
168	دیدار الہی	2
170	مختصر تذکرہ معراج شریف	3
180	محفل میلاد شریف کے آداب	باب نمبر: ۹
180	میلاد شریف کے فضائل	1
181	ایک بزرگ کا خواب	2
184	کلمہ کی شان	3
186	بیان حضرت کی خصلتوں کا	4
189	حضرت کعب ؑ کا جنگ تبوک سے رہ جانا	باب نمبر: ۱۰
197	جنت کی موجیں	باب نمبر: ۱۱
197	جنت کی لمبائی اور چوڑائی	1
200	جنت کیسی ہوگی اللہ تعالیٰ کا فرمان	2
202	نبی کی زبانی جنت کی کہانی	3



202	موت کی موت	4
203	جنت کی عورت	5
203	ادنیٰ درجہ کا جنتی	6
204	رب العالمین کے تین خطاب ادنیٰ جنتی سے	7
204	جنت کا بازار	8
205	جنتی مرد اور عورتیں	9
205	چار باتیں جنت والوں سے	10
206	جنت کے پرندے	11
206	اہل جنت کے تاج	12
207	اختتام	0

## دیباچہ

اس کتاب مختصر سیرت مصطفیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنا اور اپنی معلومات لوگوں تک پہنچانا میرا بہت بڑا خواب تھا۔ جو کہ بہت کوششوں سے پورا ہوا ہے۔

میں آٹھویں جماعت کی طلبہ تھی جب سے میں اس کتاب پر ریسرچ کر رہی ہوں اور میٹرک میں میں نے اس کو لکھنا شروع کیا اور اب میں B.SC year کی طالبہ ہوں اس کتاب کو لکھنے میں میں اتنا مصروف رہی کہ میرا ایک سال بھی ضائع ہو گیا مگر مجھے اس کا کوئی دکھ نہیں کیونکہ کچھ پانے کیلئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ میری آپ سب سے گزارش ہے جو بھی اس کتاب کو پڑھیں اس میں جو بھی غلطیاں لگیں مجھے اس کے بارے میں آگاہ کریں کیونکہ میں بہت بڑی عالم تو نہیں ہوں لیکن مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے۔ اگر میری یہ کتاب لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی تو میں آگے بھی جب تک زندگی ہے لکھتی رہوں گی۔ پھر اسی کتاب کو تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں دوبارہ پیش کروں گی۔

شکریہ

مہوش شریف

Mehwish sharif

## پیش لفظ

یوں تو ہم نے آج تک بہت سی کہانیاں اور واقعات پڑھے اور سنے ہیں مگر آج میں آپ کو ایک ایسا واقعہ سنانے جا رہی ہوں جو کہ ایک حقیقت ہے اور اسے پڑھنے اور سننے والے کا دل اور روح دونوں نور کی وادی میں گم ہو جائیں گے اور آنکھیں ایسی پر نور ہو جائیں گی کہ ٹھنڈی اور پر روشن یہ واقعہ اس نور کا ہے جس کے پیار میں رب کائنات نے اس دنیا کی ہی تخلیق کر ڈالی اور اس نور کے دنیا میں آنے سے پہلے جہالت تھی اور دنیا میں آنے سے ساری کائنات کو اپنے نور سے پر نور اور پر روشن کر دیا یہ واقعہ میرے بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو بنا لیا۔ تو اس نور کو دنیا میں لانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کر دی۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی منتقلی حضرت آدم علیہ السلام میں کی گئی۔

اس لیے پیدائش رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے سے پہلے تھوڑا سا بیان حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا کہ کس طرح آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کس طرح ان کے قلب میں داخل کیا گیا۔ اور کس طرح ان کا جسم اس نور سے روشن ہو گیا۔

## تخلیق آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی نہ ماں ہیں اور نہ باپ بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا چنانچہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت عزرائیل علیہ السلام آسمان سے زمین پر آئے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو پوری روئے زمین کی اوپری پرت چھلکے کے مانند اتر کر آپ کی مٹھی میں آگئی۔

جس میں ساٹھ رنگوں اور مختلف کیفیتوں والی مٹیاں تھیں۔ یعنی سفید و سیاہ اور سرخ و زرد وغیرہ رنگوں والی اور نرم و سخت، شیریں اور تلخ، نمکین و پھکی وغیرہ کیفیتوں والی مٹیاں شامل تھیں۔<sup>۱</sup>

پھر اس مٹی کو مختلف پانیوں سے گوندھنے کا حکم فرمایا چنانچہ ایک مدت کے بعد یہ چپکنے والی بن گئی پھر ایک مدت تک یہ گوندھی گئی تو کیچڑ کی طرح بودار گارا بن گئی پھر یہ خشک ہو کر کھنکھناتی اور بجتی ہوئی مٹی بن گئی پھر اس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنا کر جنت کے دروازے پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر فرشتوں کی جماعت تعجب

<sup>۱</sup> عجائب القرآن حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، شبیر برادرز اردو بازار لاہور

پتلا بنا کر جنت کے دروازے پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر فرشتوں کی جماعت تعجب کرتی تھی۔ کیونکہ فرشتوں نے ایسی شکل و صورت کی کوئی مخلوق کبھی دیکھی ہی نہیں تھی۔ اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور امانت کے طور پر رکھ دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا اس امانت سے ممتاز ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم دیا کہ قلب آدم میں داخل ہو۔ روح چنانچہ نہایت نازک اور لطیف ہے بدن کے اندر اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں کچھ تامل کیا تو حکم ہوا کہ اے روح!

آدم کی پیشانی کی طرف دیکھ! جب روح نے آدم کی پیشانی کی طرف دیکھا تو روح نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر شیفۃ ہو گئی اور بے اختیار عاشق زار کی طرح ہزار جان و دل سے قلب آدم میں داخل ہوئی۔

جب آپ کے نتھنوں میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی اور جب روح زبان تک پہنچ گئی تو آپ نے ”الحمد للہ“ کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”يَرْحَمُكَ اللهُ“

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اے ابو محمد (آدم) میں نے تم کو اپنی حمد ہی کیلئے پیدا کیا ہے پھر رفتہ رفتہ پورے بدن میں داخل ہو گئی۔ اور پھر آپ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہو گئے۔

لکھا ہے کہ روح کے داخل ہوتے ہی آنکھیں آدم علیہ السلام نے کھول دیں اور



: لِإِلَهِ الْمَلَائِكَةِ وَرَسُولِ اللَّهِ:

پھر جسم آدم کا اس نور سے روشن ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سرخ یا قوت کے تحت پر بٹھایا جس کے سات سوپائے تھے پھر اس تخت کو جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرائیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام مقرب فرشتوں نے کاندھوں پر اٹھایا اور آسمان اور عجاہبات جنت کی سیر کراتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا جس مٹی سے بنایا گیا۔ چونکہ وہ مختلف رنگوں اور مختلف کیفیتوں کی مٹیوں کا مجموعہ تھی اس لئے آپ کی اولاد یعنی انسانوں میں مختلف رنگوں اور قسم قسم کے مزاجوں والے لوگ ہو گئے۔

یہ حدیث ہے ترمذی اور ابوداؤد کی۔ ا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ”خلیفۃ اللہ“ ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں جو مکالمہ ہوا وہ بہت نہایت ہی حیرت انگیز و عبرت آموز بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے فرشتو!

”میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میرا نائب بن کر زمین میں میرے احکام کو نافذ کرے گا“

ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے باری تعالیٰ! کیا تو زمین میں ایسے شخص کو اپنی خلافت کے شرف سے سرفراز فرمائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا؟

ا (عجاہب القرآن وغراہب القرآن)، (خازن جلد: ۱ صفحہ 46)

اے اللہ تعالیٰ! اس شخص سے زیادہ تیری خلافت کے حق دار تو ہم ملائکہ کی جماعت ہے۔ کیونکہ ہم ملائکہ زمین میں فساد نہیں پھیلائیں گے۔

بلکہ ہم تیری حمد و ثنا، تیری پاکی اور تیری تسبیح بیان کریں گے اس لئے ہم فرشتوں کی جماعت میں سے کسی کے سر پر اپنی خلافت کا تاج رکھ کر اس کو "خليفة اللہ" کے معزز لقب سے سر بلند فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اے فرشتو! حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بنانے میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان کو میں ہی جانتا ہوں اور تم ملائکہ ان حکمتوں اور مصلحتوں کو نہیں جانتے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سن کر اگرچہ خاموش ہو گئے مگر انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال چھپائے رکھا کہ اللہ تعالیٰ خواہ کسی کو بھی اپنا خلیفہ بنا دے مگر وہ فضل و کمال میں ہم فرشتوں سے بڑھ کر نہ ہوگا؛ کیونکہ ہم ملائکہ فضیلت کی جس منزل پر ہیں وہاں تک کسی مخلوق کی بھی رسائی نہ ہو سکے گی اس لئے فضیلت کے تاجدار بہر حال ہم فرشتوں کی جماعت ہی رہے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا علم ان کو عطا فرمایا دیا۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! اگر تم اپنے اس دعوائے میں سچے ہو کہ تم سے افضل کوئی دوسری مخلوق نہیں ہو سکتی تو تم تمام ان چیزوں کے نام بتاؤ جن کو میں نے تمہارے پیش نظر کر دیا ہے۔ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ تعالیٰ! تو بے شک تو ہر چیز سے پاک ہے ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔

اس کے سوا ہمیں اور کسی چیز کا کوئی علم نہیں ہے ہم صرف یہ ہی جانتے اور مانتے ہیں کہ علم و حکمت کا خالق و مالک تو صرف تو ہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم ان فرشتوں کو تمام چیزوں کے نام بتا دو تو حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام اور ان کی حکمتوں کا علم فرشتوں کو بتا دیا جس کو سن کر فرشتے حیران ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے فرشتو! کیا میں نے تم سے یہ نہیں فرما دیا تھا کہ میں آسمان و زمین کی تمام چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہوں اور تم فرشتے یہ کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام فساد برپا کریں گے اس کو بھی میں جانتا ہوں اور تم جو خیالات اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے تھے کہ کوئی مخلوق تم سے بڑھ کر افضل نہیں پیدا ہوگی میں تمہارے دلوں میں چھپے ہوئے ان خیالات کو بھی جانتا ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ تو قیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ چنانچہ سب فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا اور تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔<sup>۱</sup>

یہ ابلیس کون تھا؟

صحیح مسلم میں المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ<sup>۲</sup> سے مروی ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنات کو بھڑکتی ہوئی آگ سے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ حضرت امام حسن بصری<sup>۳</sup> فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ کیلئے بھی فرشتوں میں شمار نہیں ہوا۔ حضرت شیر بن جوشب<sup>۴</sup>

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

فرماتے ہیں کہ ابلیس جنات میں سے تھا جب جنات نے زمین پر فساد برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کے ذریعے انہیں مار ڈالا۔ اور جو ان جنات کے بچے تھے ان کو سمندری جزیروں کی جانب دھکیل دیا (کیا ابلیس بھی انہی جنات میں سے تھا) اور فرشتے اس کو قید کر کے اپنے ساتھ آسمانوں پر لے گئے تھے۔

یہ عرصہ دراز تک وہاں رہا پھر جب حضرت آدم عليه السلام کو پیدا کیا گیا اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تو اسے بھی سجدے کا حکم دیا گیا مگر اس نے انکار کر دیا اور قیامت کے دن تک کیلئے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔

حضرت نقاش رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ ابلیس کی کنیت ”ابو کردوس“ ہے حضرت عباس رضي الله عنه سے مروی ہے کہ ابلیس فرشتوں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتا تھا جنہیں جن کہا جاتا ہے ابلیس کے چار پر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے غر و تکبر کی وجہ سے اس کو شیطان بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

” (ابلیس) بولا قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور سیدھے

راستے پر تاک میں بیٹھوں گا اور آؤں گا آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور

بائیں سے اور تو ان میں سے بیشتر کو شکر گزار نہ پائے گا۔“<sup>۱</sup>

یعنی چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا ہے تو میں

۱۔ (الاعراف 16 تا 18)



تیرے بندوں کے راستے میں آؤں گا اور انہیں چاروں جانب سے گھیروں گا اور انہیں گمراہ کروں گا بس جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس کے بہکاوے میں نہیں آئیں گے اور اس کی مخالفت کریں گے اور جو بد بخت ہوں گے وہ اس کی پیروی کریں گے۔<sup>۱</sup>

ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے یہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جو آگ سے پیدا ہوا تھا لیکن یہ فرشتوں کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا اور دربار خداوندی میں بہت مقرب اور بڑے بڑے بلند درجات و مراتب سے سرفراز تھا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابلیس چالیس ہزار برس تک جنت کا خزانچی رہا اور اسی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا اور بیس ہزار برس تک ملائکہ کو وعظ سنا تا رہا اور بیس ہزار برس تک مقربین کا سردار رہا اور ایک ہزار برس تک روحانین کی سرداری پر رہا۔ اور چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا سات آسمانوں پر اس کے مختلف نام۔ نیچے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- 1 پہلے آسمان پر عابد
- 2 دوسرے آسمان پر زاہد
- 3 تیسرے آسمان پر عارف
- 4 چوتھے آسمان پر دلی
- 5 پانچویں آسمان پر تقی
- 6 چھٹے آسمان پر خازن
- 7 ساتویں آسمان پر عزازیل

<sup>۱</sup> (قصص الانبیاء ص 25, 26)

مگر لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل

اور خاتمہ سے بے خبر تھا۔<sup>۱</sup>

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ ابلیس نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا کہہ کر ان کی تحقیر کی اور اپنے آپ کو آگ کی مخلوق کہہ کر اپنی بڑائی کی اور تکبر کا اظہار کیا تکبر وہ بری چیز ہے کہ بڑے سے بڑے مراتب و درجات والے کو ذلت میں گرفتار کر دیتا ہے۔ اور تکبر صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا تکبر نہیں کر سکتا لیکن ابلیس نے کیا کہ میں تو ایک آگ کی مخلوق ہوں اور آدم تو خاک کا پتلا ہے اسی جرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مردود بارگاہ کر کے دونوں جہاں میں ملعون فرما دیا اور اس کو اس کی پیروی کرنے والوں کو جہنم میں عذاب نار کا سزا وار بنا دیا۔<sup>۲</sup>

اور جنہوں نے سجدہ تعظیمی کیا ان کو جداگانہ اکرام و انعام مرحمت فرمائے ان مقربین فرشتوں نے بڑے بڑے مراتب پائے یعنی کچھ اس تخت کے حامل ہوئے جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے کی خدمت عطا ہوئی۔ اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کی خصوصیات کا انعام ملا جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا فرمانبرداروں پر انعام الہی اور نافرمانوں پر غضب تھا وہ سب کچھ تعظیم نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب تھا۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا حکم

<sup>۱</sup> (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

<sup>۲</sup> (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

دیا تو آپ جنت میں تنہائی سے گھبرا کر جناب باری تعالیٰ میں یہ خواہش کی کہ میرا کوئی جوڑا پیدا کرتا کہ میری تنہائی کی وحشت دور ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نیند کا غلبہ فرما دیا اور آپ گہری نیند سو گئے۔

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب آدم علیہ السلام سوئے تو آپ کی بائیں جانب سے چھوٹی پسلی چاک کی۔ اور اس ہڈی کی جگہ گوشت پیدا فرما دیا پھر اس پسلی کی ہڈی سے حضرت حوا کو پیدا فرما دیا اس لئے ہر مرد کے دائیں طرف اٹھارہ پسلیاں ہیں اور بائیں طرف ایک کم یعنی سترہ پسلیاں ہیں۔

پسلی کے جدا ہونے سے حضرت آدم علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی اور آپ کو احساس بھی نہیں ہوا کہ ایک میری پسلی جدا ہو گئی ہے پھر فرشتوں نے اس پسلی کو ایسا ملا یا کہ آدم علیہ السلام سوتے کے سوتے ہی رہے اور ذرا خبر نہ ہوئی۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہایت ہی خوب صورت عورت ان کے پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہماری لونڈی ہے اور اس کا نام حوا ہے اور یہ تمہاری وحشت دور کرنے کیلئے پیدا کی گئی۔ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ بی بی حوا کو ہاتھ لگائیں حکم ہوا کہ اے آدم اسکو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر نہ ادا کر لو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ اس کا مہر کیا ہے؟

ارشاد ہوا کہ اس کا مہر یہ ہے کہ دس بار میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ۔ آدم علیہ السلام نے درود پڑھا فرشتے شاہد اور گواہ بنے اور بی بی حوا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے

منعقد کیا۔<sup>۱</sup>

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم ﷺ کو مٹی سے پیدا کیا اور حضرت حوا کو آدم ﷺ کی پسلی سے پیدا فرمایا۔  
اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو چار طریقوں سے پیدا کیا۔

### اول طریقہ:

یہ کہ مرد و عورت دونوں کے ملاپ سے جیسا کہ عام طور پر انسانوں کی دانش ہوتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں صاف صاف اعلان ہے کہ ہم نے انسان کو مرد و عورت کے ملے جلے نطفہ سے پیدا فرمایا ہے۔

### دوسرا طریقہ:

یہ کہ تنہا مرد سے ایک انسان پیدا ہوا اور وہ حضرت حوا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت آدم ﷺ کی بائیں پسلی سے پیدا فرمادیا۔

### تیسرا طریقہ:

یہ کہ تنہا ایک عورت سے ایک انسان پیدا ہوئے اور وہ حضرت عیسیٰ ﷺ ہیں جو پاک دامن کنواری بی بی مریم کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے،

### چوتھا طریقہ:

یہ کہ بغیر مرد و عورت کے بھی ایک انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیا اور وہ انسان حضرت آدم ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنا دیا۔

۱۔ (عجائب القرآن و غرائب القرآن)



حضرت علی مرتضیٰؑ سے روایت ہے کہ اے انسان کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیری عظمت کا یہ حال ہے کہ تیرے اندر عالم اکبر سمٹا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ ایک ہے وہ جس کو چاہے اور جسے چاہے اور جب چاہے پیدا فرما دیتا ہے یعنی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس چیز اور جس کام کا وہ ارادہ فرماتا ہے اس کو کر ڈالتا ہے۔<sup>۱</sup>

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام تمام زبانوں میں سکھا دیے اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد آدم کے نام اور تمام حیوانات و نباتات کے نام اور ہر چیز کی صنعتوں کے نام اور تمام شہروں اور تمام بستیوں کے نام اور تمام پرندوں کے نام اور تمام قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام اور جو آئندہ تمام وجود میں آنے والے ہیں سب کے نام اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے نام اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام اور ہر چیزوں اور سامانوں کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائیں ہیں۔<sup>۲</sup>

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

<sup>۱</sup> (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

<sup>۲</sup> (عجائب القرآن وغرائب القرآن)، (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۰)

کیسے حوا اور آدم ابلیس کے وسوسہ کا شکار ہو گئے۔

جب شیطان اللہ پاک کی بارگاہ سے ذلیل و خوار ہو کر نکالا گیا تو اس نے انتقام لینے کیلئے حضرت آدم عليه السلام اور اماں حوا کو بہکانے کی کوشش کی اور انہیں وسوسہ ڈال کر آسائش و نعمتوں والی زندگی سے انہیں نکال کر مشقت و محرومیوں کے مقام تک پہنچا دیا۔

شیطان نے دونوں سے کہا کہ تم اس پھل کو اس لئے نہیں کھاتے کہ فرشتے بن سکو یا ہمیشہ یہیں رہ سکو یعنی اگر یہ پھل تم نے کھا لیا تو تمہارا ارادہ پورا ہو جائے گا ابلیس نے اس بات پر انہیں قسم دی کہ میں تو تم دونوں کو اچھا مشورہ دے رہا ہوں۔ شیطان کی یہ بات صرف اس کا ایک مکر تھا جبکہ حقیقت کچھ اور تھی۔ "شجرۃ الخلد" سے مراد یہ ہے کہ تم یہ پھل کھا کر یہاں ہمیشہ رہ سکو گے۔

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت ایسا تھا جس کا پھل کھانے سے انسان ناپاک ہوتا ہے اور جنت میں ایسا ہونا غیر مناسب تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار شخص اگر اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلے تو اس کو طے نہیں کر سکتا اور یہ درخت "شجرۃ الخلد" یعنی دائمی زندگی کا درخت ہے۔ حضرت منذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ شجرۃ الخلد دائمی زندگی کا درخت ہے تو انہوں نے کہا کہ حدیث میں یہ بات نہیں ہے یہ قول صرف انا احمد رضی اللہ عنہ کا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر بنی اسرائیل کچھ دنوں کیلئے کھانا نہ بچاتے تو گوشت کبھی خراب نہ ہوتا اور اگر حضرت حوا پھل کھانے میں خیانت نہ کرتیں تو کوئی دوسری عورت بھی اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی یعنی حضرت حوا نے حضرت آدم سے قبل ہی اس درخت کا پھل چکھ لیا تھا اور انہی کے کہنے پر حضرت آدم نے وہ پھل کھایا۔

حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے ساتھ نہایت ہی آرام اور چین کے ساتھ جنت میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اماں حوا کو فرمادیا تھا کہ جنت کا جو بھی پھل چاہو بے روک ٹوک سیر ہو کر تم دونوں کھا سکتے ہو مگر صرف ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جانا وہ درخت گیہوں کا تھا یا انگور کا تھا۔ چنانچہ اس درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا ان دونوں کا دشمن ابلیس برابر تاک میں لگا رہا۔

آخر اس نے ایک دن اپنا وسوسہ ڈال ہی دیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جس درخت کا پھل کھانے سے تم دونوں کو منع کر دیا وہ شجرۃ الخلد ہے یعنی جو اس درخت کا پھل کھالے گا وہ کبھی جنت سے نہیں نکالا جائے گا۔ پہلے حضرت حوا اس شیطانی وسوسہ کا شکار ہو گئیں۔ اور انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اس پر راضی کر لیا اور وہ ناگہاں غیر ارادی طور پر اس درخت کا پھل کھا گئے۔

حضرت آدم اور حوا سے خطا سرزد ہو گئی۔ جس درخت کا پھل اللہ تعالیٰ نے کھانے سے منع کیا تھا۔ وہ پھل حضرت آدم عليه السلام اور اماں حوا ابلیس کے وسوسہ کا شکار ہو کر کھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کی یہ سزا دی کہ فوراً ہی بہشتی لباس دونوں کے بدن سے گر پڑے اور یہ دونوں جنت کے پتوں سے اپنا بدن چھپانے لگے۔<sup>۱</sup>

موجودہ تورات جو اہل کتاب کے پاس ہے اس میں اماں حوا کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ایک سانپ جو نہایت خوش شکل اور عمدہ نسل کا تھا۔

اس نے یہ پھل کھانے پر اماں حوا کو اُکسایا چنانچہ حضرت حوا نے وہ پھل کھا لیا اور پھر حضرت آدم عليه السلام کو اُکسایا کہ وہ بھی یہ پھل کھائیں۔

اس تمام واقعہ میں شیطان کا ذکر نہیں ہے پھل کھانے کے بعد دونوں کی آنکھیں کھلیں تو وہ حیران ہوئے کہ وہ برہنہ ہو چکے ہیں اور ان کے جسموں کے پوشیدہ اعضاء واضح ہو چکے ہیں۔ پھر انہوں نے انجیر کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانکا۔ تورات میں ہے کہ وہ دونوں برہنہ تھے۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

کہ دونوں کے جسموں پر نورانی لباس تھے جنہوں نے ان کے ستر کو ڈھانپ رکھا تھا۔<sup>۲</sup>

آسمان سے زمین پر آنا:

اللہ پاک نے یہاں حضرت آدم عليه السلام اور ابلیس کو مخاطب کیا اور

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۲۔ (قصص الانبیاء ص 34, 35)

ایک قول کے مطابق ان کے ہمراہ سانپ کو بھی اترنے کا حکم دیا گیا۔ اور فرمایا کہ تم اس حالت میں اترو کہ ایک دوسرے کے دشمن ہو سانپ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل لی جاتی ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ سانپوں سے ہماری جنگ شروع سے ہے اور ہم انہیں صحیح نہیں رہنے دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

صرف ترجمہ بیان کروں گی

"تم دونوں جنت سے اترو، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے"

حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو میرے قرب و جوار سے نکال دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے سر سے تاج اتارا اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے پیشانی سے نشان مرتبت اتارا۔

حضرت آدم علیہ السلام دوڑے تو ایک شاخ سے الجھ گئے خیال آیا کہ شاید میں عذاب میں مبتلا ہو گیا ہوں آپ نے اپنا سر شرمندگی سے جھکایا اور بارگاہ الہی میں معافی کیلئے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تو مجھ سے بھاگنا چاہتا تھا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔

حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے منقول کیا ہے

کہ حضرت آدم ﷺ جنت میں سو سال تک رہے ایک روایت کے مطابق آدم ﷺ ساٹھ سال تک جنت میں رہے۔

حضرت آدم ﷺ کو مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ”دحنا“ پر اتارا گیا یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نقل کی ہے۔

لیکن ابن ابی حاتم اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم ﷺ کو ہند میں اور حضرت حوا کو جدہ میں اور ابلیس کو بصرہ سے کچھ واقع پر دستمیان اور سانپ کو اصفہان میں اتارا گیا۔

حضرت سدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت آدم ﷺ کو ہند میں اتارا گیا آپ کے ساتھ حجر اسود اور جنت کے چند پتے بھی تھے۔

آپ نے ان پتوں کو زمین پر پھیلا دیا اللہ پاک کی قدرت سے جس جگہ وہ پتے گرے وہاں خوشبودار درخت اُگ گئے۔<sup>۱</sup>

اللہ پاک نے حکم دیا اے آدم اور حوا تم دونوں جنت سے زمین پر اتر پڑو اُس وقت اللہ پاک نے حضرت آدم ﷺ سے دو باتیں ارشاد فرمائی۔

ایک تو یہ کہ: اے آدم تمہاری اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن ہوگی۔ دوسری یہ کہ عمر بھر تم دونوں کو زمین میں ٹھہرنا ہے آخر جنت سے باہر نکالنا زمین پر آ کر طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا ہوئے۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> (قصص الانبیاء ص 36, 37)

<sup>۲</sup> (عجائب القرآن وغرائب القرآن)



روایت ہے آدم ﷺ جنت سے زمین پر آئے اور تین سو برس تک سر نیچے ڈالے رہے اور شرمندگی سے سر اوپر نہ اٹھایا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور مجھ سے خطا سر زرد ہو گئی ہے اور آسمان کی طرف نہ دیکھا اور اس قدر روتے تھے کہ آنسو آنکھوں سے بند نہ ہوتے تھے لکھا ہے کہ اگر اشک تمام روئے زمین کے جمع کئے جائیں تو آدم کے اشک ان سے زیادہ ہوں جیسے آنسو حضرت داؤد ﷺ کے خوف الہی سے زمین پر گرے اور اگر تمام انسانوں اور داؤد ﷺ کے خوف الہی کے آنسو کو جمع کیا جائے تو حضرت آدم ﷺ کے آنسو ان سب لوگوں سے زیادہ ہوں گے غرضیکہ اس قدر آدم ﷺ نے گریہ و زاری کی کہ ان کے آنسوؤں سے ایک ندی جاری ہو گئی اور تمام چرند پرند ان کو پی پی کر کہتے تھے کہ کیا ہی میٹھا پانی ہے۔

آدم ﷺ بن کر اور بھی زیادہ روتے تھے کہ میرے رونے پر تو جانور بھی ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ اے آدم یہ جانور سچ کہتے ہیں جو کوئی ہم سے ڈر کر اپنے گناہوں سے نادم ہو کر روتا ہے واقعی اس کے آنسو شہد سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے روایت ہے:

کہ یہ تین آنکھیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے انہیں نجات دے گا ایک وہ آنکھ جو خدا سے ڈر کر روئے، دوسری وہ آنکھ جو گناہ کی چیزیں نہ دیکھے، تیسری وہ آنکھ جو خدا کی عبادت کیلئے بیدار رہے۔

جب آدم ﷺ تین سو برس تک روئے اور آہ و زاری حد سے زیادہ گزری تو دریائے فضل و کرم جوش میں آیا اور جبرئیل ﷺ کو حکم ہوا کہ اے جبرئیل ﷺ آدم کے پاس جاؤ اور اذان کہو پس جبرئیل ﷺ آئے اور جہاں وہ سر جھکائے رو رہے

تھے اذان کہنا شروع کی جس وقت اس کلمہ پر پہنچے۔

### اشھدان صحیح رسول اللہ

آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھول دیں اور نام کے سننے سے وحشت دور ہوئی۔  
اطمینان حاصل ہوا اور یاد آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرش بریں پر بھی لکھا ہوا ہے اس  
نام کے طفیل سے دعا کرنی چاہیے اسی وقت آدم علیہ السلام نے یہ عرض کیا:  
سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مجھے بخش دے

اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! آدم ہماری درگاہ میں بڑا شفیع لایا  
ہے اب تعظیم کرو اس کی اور کہہ دو کہ ہم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تمہاری خطا  
معاف کی لکھا ہے کہ بے شمار فرشتے اس وقت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے  
اور ان کے جسم سے گرد و غبار جھاڑتے تھے اور کہتے تھے اب کچھ غم نہ کرو اے آدم! پھر  
اللہ پاک نے فرمایا اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے جانا بھی تو ہم نے ان کو  
پیدا بھی نہ کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جس وقت تو نے مجھے پیدا  
کر کے مجھ میں روح ڈالی تھی سراٹھا کر عرش کی طرف دیکھا کہ پایوں مبارک پر لکھا ہوا  
تھا۔

### : لا الہ الا اللہ صحیح رسول اللہ:

پس میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اس کا نام ملا کر لکھا  
ہے جو اسے سب سے پیارا ہے ارشاد ہوا۔ اے آدم!  
تو نے بالکل سچ کہا واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا نبی ہے اور جو کچھ میں نے پیدا کیا سب  
اسی کی بدولت ہے اگر اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو کچھ بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ



تھی۔ یہاں تک کہ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا اب ہم نے اس کی بدولت تیرا قصور معاف کیا اور قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جو کوئی تیری اولاد سے محمد ﷺ کا وسیلہ پکڑے گا اسکی خطائیں ہم معاف کر دیں گے۔

کس دن آدم ﷺ پیدا ہوئے:

حضرت امام مسلم ﷺ نے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے۔

جس میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ دنوں کا افضل ترین دن جمعہ کا ہے اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے۔

حضرت امام مسلم ﷺ کی روایت کے مطابق اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا ہے اسی دن حضرت آدم ﷺ کو پیدا کیا گیا اور جنت سے باہر لایا گیا اور اسی دن قیامت قائم کی جائے گی۔

حضرت آدم ﷺ سے حضرت موسیٰ ﷺ کی ملاقات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم ﷺ اور حضرت موسیٰ ﷺ کی اپنے رب کے ہاں ملاقات ہوئی۔ تو ان کے درمیان مکالمہ ہوا حضرت موسیٰ نے حضرت آدم ﷺ سے کہا کہ اے ابوالبشر: آپ نے ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدم ﷺ نے فرمایا۔

اے موسیٰ! تم اللہ تعالیٰ سے ہم کلام دے اور رسول بنائے گئے اور تمہارے لئے

تو تورات لکھی گئی تم مجھے اس بات پر ملامت کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے قبل ہی میرے لئے لکھ دیا تھا حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام یہ بات کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے اور یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارب العالمین! میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملنا چاہتا ہوں جنہوں نے خود کو اور ہمیں جنت سے باہر نکلوا دیا اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات کروائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا آپ ہی آدم ہیں؟

آپ نے جواب دیا ہاں میں ہی آدم ہوں۔

اللہ پاک نے آپ ہی کے اندر اپنی روح پھونکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

سوال کیا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضرت موسیٰ نے کہا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ پاک نے آپ کو ہر شے کا علم سکھایا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا وجہ تھی کہ آپ نے خود کو اور ہمیں جنت

سے نکلوایا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا تم ہی موسیٰ کلیم اللہ ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں ہی موسیٰ ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کیا تم بنی اسرائیل کے نبی ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں ہی بنی اسرائیل کا نبی ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ پاک نے تم سے کلام کیا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا پھر تم مجھے اس کا ذمہ دار کیوں ٹھہراتے ہو

جو میری پیدائش سے قبل ہی میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام

اپنی دلیل کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا انکار:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قرض والی آیت نازل

ہوئی۔ تو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے انکار حضرت آدم علیہ السلام نے کیا

یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔ جب اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو

پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ بھیرا جس سے قیامت تک آنے والی اولاد آدم ظاہر

ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد کو پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک نورانی شخص کو دیکھ کر دریافت کیا کہ الہی یہ نورانی شخص کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا داؤد علیہ السلام ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ان کی عمر کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی عمر ساٹھ سال ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی الہی ان کی عمر میں اضافہ کر دے اللہ پاک نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا ہاں مگر تیری عمر میں سے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک میں سے چالیس سال لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر میں لکھ دیئے گئے۔ اللہ پاک نے اس بات کو لکھ لیا اور اس پر فرشتوں کی گواہی لے لی۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کرنے کیلئے آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے اس انکار پر انہیں وہ تحریر دکھائی گئی اور فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر سو سال کر دی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک میں بھی کچھ کمی نہ کی۔

طبرانی نے حضرت حسن بصری کی روایت نقل کی ہے کہ جب قرض والی آیت نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ سب سے پہلے جھگڑا حضرت آدم ﷺ نے کیا تھا۔

جنت میں آدم ﷺ کی اولاد تھی یا نہیں؟

حضرت آدم ﷺ کی جنت میں اولاد تھی یا نہیں اس کے بار میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن علماء کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جنت میں حضرت آدم ﷺ کی اولاد تھی قابیل اور اس کی جڑواں بہن دونوں جنت میں پیدا ہوئے تھے جبکہ دوسری جماعت کا قول ہے کہ جنت میں حضرت آدم ﷺ کی اولاد نہ تھی اور تمام بچے زمین پر ہی پیدا ہوئے۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت آدم ﷺ کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے۔ ایک لڑکا ہوتا تھا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔<sup>۱</sup>

زمین پر سب سے پہلا قتل:

زمین پر سب سے پہلا قتل ہابیل کا ہوا ہے روئے زمین پر سب سے پہلا قاتل قابیل ہے اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے ہابیل اور قابیل حضرت آدم ﷺ کے فرزند ہیں حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم ﷺ نے قابیل کا نکاح "لیوذا" سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی اور ہابیل کا نکاح "اقلیما" کے ساتھ جو قابیل کے پیدا ہوئی تھی مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ اقلیما بہت زیادہ خوب صورت تھی اور لیوذا کم خوبصورت تھی۔

۱۔ (قصص الانبیاء ص 46-47)

۲۔ (قصص الانبیاء ص 51)

اس لئے وہ اقلیما کا طلب گار تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بہت سمجھایا کہ اقلیما تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے وہ تیری بہن ہے اس لئے اس کا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہو سکتا مگر قابیل اپنی ضد میں تھا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں اللہ پاک کے دربار میں پیش کرو جس کی قربانی اللہ پاک کے دربار میں مقبول ہوگی وہی اقلیما کا حق دار ہوگا اور وہی اس سے نکاح کرے گا۔ اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔<sup>۱</sup>

حضرت ابو جعفر علیہ السلام بتاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو دونوں بھائیوں کی قربانیوں کے بارے میں فکر رہتی تھی وہ چاہتے تھے کہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو مگر قابیل کی قربانی نہ قبول ہو۔<sup>۲</sup>

چنانچہ قابیل نے گیہوں کی کچھ بال اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا اس بات پر قابیل کے دل میں حسد پیدا ہوا اور اس پر قابیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ ہابیل کی قربانی آپ کی دعا کی وجہ سے قبول ہوئی ہے لیکن آپ نے میرے لئے دعا نہیں کی تھی۔ اور اس کے بعد اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور ہابیل سے کہا کہ میں تم کو ضرور قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا قربانی قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں کی ہی قربانی قبول کرتا ہے اور اگر ٹو متقی ہوتا تو ضرور تیری قربانی

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۲۔ (قصص الانبیاء ص 52)

قبول ہوتی ساتھ ہی ہابیل نے یہ کہا اگر تو میرے قتل کیلئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلے پڑے اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے پھر آخر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا قتل کے وقت ہابیل کی عمر بیس سال کی تھی اور قتل کا یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں جبل ثور کے پاس یا جبل حرا کی گھاٹی میں ہوا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مسجد اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔ روایت ہے کہ جب ہابیل قتل ہو گئے تو سات دنوں تک زمین میں زلزلہ رہا اور وحوش اور بے چینی پھیل گئی اور قابیل جو کہ بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل کالا اور بد صورت ہو گیا اور حضرت آدم عليه السلام کو ایسا غم ہوا یہاں تک کہ وہ ایک سو برس تک کبھی نہیں مسکرائے اور آپ ہابیل لئے یہ مرثیہ کہتے:

صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

" تمام شہروں اور ان کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلودہ ہو گیا ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی"

حضرت آدم عليه السلام نے غصہ میں آ کر قابیل کو دربار سے نکال دیا اور بد نصیب اقلیم کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین "عدن" میں چلے گئے وہاں ابلیس اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالی کیونکہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا لہذا تو بھی آگ کا مندر بنا کر آگ کی پوجا کرو چنانچہ قابیل پہلا وہ شخص تھا جس نے آگ کی عبادت کی اور یہ روئے زمین پر پہلا شخص ہے جس نے اللہ پاک کی نافرمانی کی سب سے پہلا زمین پر خون ناحق کیا یہ پہلا وہ مجرم ہے جو جہنم

میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا اور حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی خون ناحق ہوگا قابیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا اور قابیل کا انجام یہ ہوا کہ اس کے ایک لڑکے نے جو کہ اندھا تھا اسکو ایک پتھر مار کر قتل کر دیا اور یہ بد بخت نبی زادہ ہونے کے باوجود آگ کی پوچا کرتے ہوئے کفر و شرک کی حالت میں اپنے لڑکے ہاتھ مارا گیا۔<sup>۱</sup>

ہابیل کے قتل ہو جانے کے پانچ برس بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو تیس برس ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے فرزند کا نام شیث رکھا یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اس کے معنی "ہبة اللہ" یعنی اللہ کا عطیہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پچاس صحفے جو آپ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے ان سب کی حضرت شیث علیہ السلام کو تعلیم دی اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا۔ اور ان کی نسل میں خیر و برکت ہونے کی دعائیں مانگیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔<sup>۲</sup>

کوئے نے سکھایا دفن کا طریقہ:

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اس سے پہلے آدمی مرا ہی نہیں تھا اس لئے قابیل حیران تھا کہ بھائی کی لاش کو کیا کروں چنانچہ کئی دنوں تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ پھر اس نے دیکھا کہ دو کوئے آپس میں لڑے اور ایک نے دوسرے کو

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۲۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)۔ (روح البیان ص 382)



مارڈالا پھر زندہ کوئے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا۔ اس میں مرے ہوئے کوئے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کرنا چاہیے چنانچہ اس نے قبر کھود کر اس میں ہابیل کی لاش کو دفن کر دیا۔<sup>۱</sup>

حضرت آدم علیہ السلام وحواء علیہا السلام کے بچوں کی تعداد:

حضرت امام جعفر بن جریر رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیس بچے ہوئے جو تمام کہ تمام حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا ہوئے اور یہ تمام جڑواں تھے۔ ابن اسحاق نے بھی یہی تعداد بیان کی ہے اور انہوں نے ان کے نام بھی لکھے کچھ مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام ایک سو بیس مرتبہ حاملہ ہوئیں اور دو سو چالیس بچے پیدا ہوئے سب سے بڑا لڑکا قابیل اور لڑکی اقلیماتھی سب سے آخری لڑکا عبدالمغیث اور لڑکی امتہ المغیث تھی پھر یہ بچے زمین میں دو دراز پھیل گئے اور تعداد میں بڑھتے چلے گئے۔<sup>۲</sup>

وفات حضرت آدم علیہ السلام کی اور حضرت شیث کو وصیت:

اللہ پاک نے ہابیل کے قتل کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو نیک اور صالح بیٹا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے شیث علیہ السلام رکھا۔ حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ایک سو چار صحیفے نازل فرمائے جن میں پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے حضرت محمد بن

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القران)

۲۔ (قصص الانبیاء ص 56)

اسحق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کو بلا یا اور وصیت کی انہیں دن اور رات کے اوقات بتائے اور ان میں کی جانے والی عبادت کے بارے میں آگاہی دی نیز فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ایک بہت بڑا طوفان بھی آئے گا۔ تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت شیث علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا وصال جمعہ مبارک کے روز ہو اور وصال کے وقت فرشتے آپ کے پاس آئے ان کے پاس جنتی کفن اور خوشبو تھی حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے بعد سات دن تک سورج اور چاند کو گرہن لگا رہا۔

مسند امام احمد میں حضرت ابن زمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں ایک بوڑھے شخص کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟

تو انہوں نے بتایا کہ ابن ابی کعب ہیں۔

وہ فرما رہے تھے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ مجھے جنت کے پھل کھانے کی خواہش ہے بیٹے پھلوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ راستے میں ان کی ملاقات فرشتوں سے ہوئی جن کے ہاتھ میں کفن خوشبوئیں کپھاڑے بیچے اور ٹوکریاں تھیں۔ فرشتوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کیا تلاش کر رہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہمارے والد بیمار ہیں اور جنت کے پھل کھانے کی خواہش مند ہیں فرشتوں نے کہا واپس چلے جاؤ تمہارے والد کا وقت وصال قریب آ گیا ہے۔

وہ واپس لوٹ گئے حضرت حوا علیہا السلام نے جب فرشتوں کو ان کے ہمراہ دیکھا تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ میں تم سے پہلے آیا ہوں تم میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان حائل نہ ہو حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی انہیں غسل دیا گیا۔

کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی پھر ان کی قبر تیار کی گئی اور پھر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد انہیں قبر میں اتار دیا گیا۔

فرشتوں نے تدفین کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے کہا کہ تمہارے لئے تدفین کا طریقہ یہ ہے۔<sup>۱</sup>



۱۔ (قصص الانبیاء ص 60)

## پیدائش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ پاک کی صفات اور انسان ظلوم و جهول کی زبان گویا چھوٹا منہ بڑی بات ہے کہ اگر تمام جہان کے دریاؤں کی روشنائی بن جائے اور دنیا بھر کے درختوں کے قلم تراشے جائیں اور اللہ پاک کی حمد و ثنا لکھنا چاہیں تو یہ سب سامان روشنائی وغیرہ ختم ہو جائیں لیکن اللہ پاک کی حمد و ثنا ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ ہمارے ہر طرف اللہ پاک موجود ہیں یعنی اول بھی آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی اللہ ہی اللہ موجود ہیں ان کی جتنی حمد و ثنایاں کی جائے وہ کم ہے۔

الحمد للہ کہ اس نے اپنے پاک رسول اور پیارے پیغمبروں کو ہماری رہنمائی کیلئے مامور فرمایا جن کی ہدایت پر تو نے ہم کو سیدھی راہ سمجھائی جن کی رسالت کے جلووں نے ہمارے دل کے فانوسوں میں معرفت کی شمع چمکائی جس کی روشنی میں ہم نے اپنے آپ کو فانی اور اس کو باقی جانا جس کے اجالے میں ہم نے اپنے آپ کو بندہ اور اس کو معبود پہچانا جس کی وجہ سے ہم انسانوں کو یہ معلوم ہوا کہ کس کی عبادت کرنی ہے وہ کون ہے اور کیا ہے۔ جن کی دعاؤں کے صلے میں ایک نعمت عظمیٰ ہمارے ہاتھ آئی جن کی خوشخبری کے نتیجے میں ایک دولت بے زوال ہم نے پائی وہ نعمت عظمیٰ کہ جس کے صدقہ میں نور ایمان سے اور دولت بے زوال کہ جس کی بدولت متاع دین اسلام سے مالا مال ہو گئے وہ کون ہے؟

بے مددگاروں کا مددگار، بے وسیلوں کا وسیلہ، بے بھروسوں کا بھروسہ، بے بسوں کا بس، بے کسوں کا کس، ٹوٹے دلوں کا سہارا، اللہ تعالیٰ کا پیارا، جس نے ہم گنہگاروں کو بنایا جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تمام رات یاد الہی میں نہ سونے والا ہم گنہگاروں کی خطاؤں پر زار و زار رونے والا، دونوں جہاں کا مختار، مدینہ کا تاجدار، جس کی وجہ سے شاہی قلعوں کے کنگرے گریں۔ جس کے اشاروں پر چاند سورج پھریں کسی نے کیا خوب بیان کیا:-

دو ٹکڑے فلک پر چاند ہوا

ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹا

اکثر چرند و پرند شجران کو سجدہ کرتے ہیں جن کو فرشتے جھولا جھلائیں جن کے در پر جبرائیل آئیں سب حور و ملک جن و بشر انہیں کا دم بھرتے ہیں کل کائنات میں انہیں کا ڈنکا بجا ہے اور بچے کا شفاعت کا تاج انہیں کے سر پر سجا ہے اور سچے گابرائیلی سے بھلائی اور بھلائی سے برائی کے یہی چھانٹنے والے، خدائی بھر کے سب ظاہری و باطنی خزانوں کے یہی بانٹنے والے ہیں۔ یہاں سوال یہ تھا کہ سب کام کرنے والا کون ہے؟ جن کو فرشتے جھولا جھلائیں اور جن کے در پر جبرائیل علیہ السلام آئیں اور سب حور و ملک جن و بشر انہیں کا دم بھرتے ہیں۔ وہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

ایسی صورت نہ پیدا ہوئی ہے نہ ہو	آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حسن کا خاتمہ ہو گیا
ہیں اسی ایک مشعل سے سب مشعلیں	جن سے روشن زمیں تا سما ہو گیا

کائنات کا سب سے پہلا جلوہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس تمام کائنات اور جملہ موجودات سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ حضرت ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ۔ اس نور سے اللہ پاک نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور اتنا بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر سجدہ کیا اور الحمد للہ کہا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے اور تجھ سے خلق کی ابتداء اور پیغمبروں کی انتہا کروں گا۔ پھر اس نور کو چار حصوں پر بانٹ دیا گیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس کے دس حصے کئے۔ جن سے عرش و کرسی، لوح، قلم، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، جنت، دوزخ، زمین و آسمان، شجر و حجر، مخلوقات اور تمام موجودات بنے اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جا اے محمد حبیب میرا یہ سن کر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شاد ہوا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو طاؤس کی شکل میں پیدا کیا اور ہری زمر کی قدیل میں رکھ کر شجرۃ الیقین میں لٹکا دیا۔ نو ہزار برس تک عبادت معبود عالم میں مشغول رہا پھر اللہ پاک نے آئینہ حیا پیدا کر کے اس طاؤس کے مقابل کیا جس وقت اس طاؤس نے اپنی بے مثال صورت آئینہ میں دیکھی جو بہت خوب صورت تھی اتنا خوش ہوا کہ وجد میں آ گیا اور جھوما اور سر سجدہ معبود میں رکھ کر پانچ بار (سبحان ربی الاعلیٰ) کہا۔ اس وقت پانچ وقت کی نماز فرض ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نور محمدی

ہے اور الحمد للہ کہتا تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ  
یٰٰلہٰ عظیم جس طرح تم کو سب رسولوں پر  
متمم امتوں پر فضیلت اور بزرگی دوں  
نعمتوں سے مالا مال کر دوں گا اور فرمایا  
سوسى النبیةؑ پر وحی بھیجی کہ کہہ دو کہ بنی  
ملاقات کرے گا تو میں اس کو دوخ میں

میں ہیں؟

رمایا!

سے زیادہ کوئی بزرگ پیدا نہیں کیا اور  
م اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا اور  
نے سے پہلے اور مخلوقات پر بہشت کو  
کون کون ہے؟ فرمایا بڑے حمد کرنے  
و عبادت کریں اور میں ان سے تھوڑا

صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اکٹھا کروں گا روایت میں ہے کہ اللہ پاک نے موسیٰ سے فرمایا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور عطا کروں گا۔ ایک نور قرآن کریم کا دوسرا ماہِ رمضان المبارک کا اور دو تاریخوں سے محفوظ رکھوں گا ایک تاریکی قبر اور دوسری تاریکی قیامت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھ کو تین چیزیں عطا کیں:-

- ☆ اول میری اُمت کی جنت مشتاق ہوگی۔
- ☆ دوسری میری اُمت سے دوزخ پناہ مانگے گی۔
- ☆ تیسرے جو درود بھیجے گا مجھ پر اس کو فرشتے میرے پاس پہنچاتے رہیں گے۔

روایت شریف میں فرمایا:

حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ اُمت کیونکر خراب ہوگی جس کے اول میں میں ہوں درمیان میں مہدی علیہ السلام اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام غرض یہ کہ اس اُمت نے بڑے بڑے مرتبے اور بڑی بڑی بزرگیاں پائی۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

کنتم خیر امة، اور یہ کس کا مقصد ہے، اسی پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا اللہ پاک شفیق، رحیم کریم ہے ویسا ہی اس کا حبیب شفیق رحیم و کریم ہے اور کیسا کریم، کیسا رحیم کہ کرم عام نے عذابوں کو ثواب بنا دیا ہے جس وقت اللہ پاک نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے پاس وہ مٹی لا جو زمین کا نوارانی دل ہے جبرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے فرشتگان جنت الفردوس و رفیق الاعلیٰ زمین پر آئے اور ایک مشتِ خاک مدینہ منورہ کے اس مقام



حکم ہوا آدم علیہ السلام کی پشت میں اس امانت کو رکھ دو تو یہ نورانی امانت حضرت آدم علیہ السلام کے جسم خاکی کو عطا کی گئی۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا اس امانت سے ممتاز ہوا تو روح کو ارشاد ہوا کہ قلب آدم میں داخل ہو روح چونکہ نہایت نازک اور لطیف ہے بدن کے اندر اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں کچھ تامل کیا تو حکم ہوا کہ اے روح! آدم کی پیشانی کی طرف تو دیکھ جب روح نے آدم علیہ السلام کی پیشانی کی طرف دیکھا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر شیفہ ہو گئی اور بے اختیار عاشق زار کی طرح ہزار جان و دل سے قالب میں داخل ہوئی۔

لکھا ہے کہ

روح کے داخل ہوتے ہی آنکھیں حضرت آدم علیہ السلام نے کھول دیں اور عرش پر جنت کے دروازوں پر اور ستونوں پر دیکھا کہ لکھا ہے:-

: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولَ اللَّهِ :

پھر جسم آدم علیہ السلام کا اس نور سے روشن ہو گیا فرشتے تعظیم کرنے لگے اور اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سرخ یا قوت کے تخت پر بٹھایا جس کے سات سو پائے تھے پھر اس تخت کو جبرائیل، میکائیل، اسرائیل و عزرائیل مقرب فرشتوں نے کاندھوں پر اٹھایا اور آسمانوں اور عجاibat جنت کی سیر کراتے پھرے اور سب سے بڑھ کر یہ توقیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا اور سر جھکانے سے انکار کر دیا اس پر اللہ پاک کو غصہ آیا اور جنہوں نے سجدہ تعظیمی کیا ان کو جداگانہ اکرام و انعام مرحمت فرمائے ان

مقربین فرشتوں نے بڑے بڑے مراتب پائے یعنی کچھ اس تخت کے حامل ہوئے۔  
جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے کی خدمت عطا ہوئی اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کی  
خصوصیات کا انعام ملا۔ غرض یہ کہ جو کچھ آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا فرمانبرداروں پر  
انعام الہی اور نافرمانوں پر غضب تھا وہ سب تعظیم نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب تھا۔  
روایت ہے کہ

جنت میں آدم علیہ السلام نے تنہائی سے گھبرا کر جناب باری میں یہ  
خواہش کی کہ میرا کوئی جوڑا پیدا کرتا کہ تنہائی کی وحشت دور ہو۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ  
کے حکم سے جب آدم علیہ السلام سوئے تو ان کی بائیں پسلی چاک کی خدا کی قدرت کاملہ  
سے ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی اور ایک لمحہ میں سب قد و قامت اس کا درست ہو  
گیا پھر اس پسلی کو فرشتوں نے ایسا ملایا کہ آدم علیہ السلام سوتے کے سوتے ہی رہے اور ذرا  
خبر نہ ہوئی جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہایت خوب صورت ان کی جنس  
سے پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ہماری بندی ہے اور اس کا نام حوا علیہ السلام ہے یہ تمہاری وحشت کو دور کرنے  
کیلئے پیدا کی گئی ہے آدم علیہ السلام نے چاہا کہ بی بی حوا علیہ السلام کو ہاتھ لگائیں حکم ہوا ہے کہ  
اے آدم اس کو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر نہ ادا کر لو آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ  
اے اللہ تعالیٰ اس کا مہر کیا ہے؟  
ارشاد ہوا کہ

اس کا مہر یہ ہے کہ دس بار میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔ آدم

ﷺ نے درود پڑھا فرشتے شاہد اور گواہ بنے اور بی بی حوا کا آدم ﷺ سے عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا ”مدارج النبوة“ میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت رب العزت نے آدم ﷺ کا نکاح حوا کے ساتھ کیا اور کلام قدوس سے پڑھا تو شیطان کو دشمنی ہوئی اور آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا آخر جنت سے باہر نکالا زمین پر آ کر طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا ہوئے۔

روایت ہے کہ

جب آدم ﷺ زمین پر آئے اور تین سو برس تک سر نیچے ڈالے رہے اور شرمندگی سے سر اوپر نہ اٹھایا اور آسمان کی طرف نہ دیکھا اور اس قدر روتے تھے کہ آنسو آنکھوں سے بند نہ ہوتے تھے لکھا ہے کہ اگر اشک تمام روئے زمین کے جمع کئے جائیں تو آدم کے اشک ان سے زیادہ ہوں غرضیکہ اس قدر آدم ﷺ نے گریہ وزاری کی کہ ان کے آنسوؤں سے ایک ندی جاری ہو گئی اور تمام چرند پرند اور جانور ان کو پی کر کہتے تھے کیا ہی میٹھا پانی ہے حضرت آدم ﷺ یہ سن کر اور بھی زیادہ روتے تھے کہ میرے رونے پر جانور بھی ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا اے آدم یہ جانور سچ کہتے ہیں جو کوئی ہم سے ڈر کر اپنے گناہوں سے نادم ہو کر روتا ہے واقعی اس کے آنسو شہد سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے۔

روایت ہے:

تین آنکھیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے انہیں نجات دے گا ایک وہ آنکھ جو خدا سے ڈر کر روئے، دوسری وہ آنکھ جو گناہ کی چیزیں نہ دیکھے، تیسری وہ آنکھ جو خدا کی عبادت کیلئے بیدار رہے۔



جب آدم علیہ السلام تین سو برس تک روئے اور آہ وزاری حد سے زیادہ گزری تو دریائے فضل و کرم جوش میں آیا اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آدم کے پاس جاؤ اور اذان کہو پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور جہاں وہ سر جھکائے رو رہے تھے اذان کہنا شروع کی جس وقت اس کلمہ پر پہنچے

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ

آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھول دیں اور نام کے سننے سے وحشت دور ہوئی۔ اطمینان حاصل ہوا اور یاد آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرش بریں پر بھی لکھا ہوا ہے اس نام کے طفیل سے دعا کرنی چاہیے اسی وقت آدم علیہ السلام نے یہ عرض کیا سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مجھے بخش دے۔ اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! آدم ہماری درگاہ میں بڑا شفیع لایا ہے اب تعظیم کرو اس کی اور کہہ دو کہ ہم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تمہاری خطا معاف کی لکھا ہے کہ بے شمار فرشتے اس وقت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جسم سے گرد و غبار جھاڑتے تھے اور کہتے تھے اب کچھ غم نہ کرو۔ اے آدم: پھر اللہ پاک نے فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے جانا بھی تو ہم نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا ہے آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند جس وقت تو نے مجھے پیدا کر کے مجھ میں روح ڈالی تھی سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا کہ پایوں پر لکھا ہوا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولَ اللَّهِ

پس میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ نے اپنے نام سے اس کا نام ملا کر لکھا ہے جو اسے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم! تو نے بالکل سچ کہا۔ واقعی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم میرا حبیب ہے اور جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے سب اسی کے طفیل سے ہے اگر اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو کچھ بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی یہاں تک کہ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اب ہم نے اس کے طفیل سے تیرا قصور معاف کیا اور قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جو کوئی تیری اولاد سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑے گا اس کی خطائیں ہم معاف کر دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کر دیں گے۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا تو پیدائش کا سلسلہ جاری ہوا۔ عادت الہی اسی طرح ہوئی کہ حوا کے شکم مبارک سے ہر بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتے رہے لیکن جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ اکیلے پیدا ہوئے اس میں نکتہ یہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور غیر کے درمیان مشترک نہ ہو دیکھے غیرت خداوندی نے اتنی شراکت بھی گوارا نہ فرمائی۔ دوسرے یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمیں سایہ نہ تھا۔ روایت ہے کہ حضرت آدم سے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ جوان کی پشت میں تھا عہد لیا گیا تھا کہ اس کی تعظیم و توقیر کرتے رہیں اور پاک عورتوں میں منتقل کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا اور فرشتے گواہ ہوئے اور جب آدم علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث کو وصیت کی کہ جو تمہاری پشت میں نور ہے اسکی محافظت ضرور ہے اس نور مطہر کی تعظیم و توقیر میں قصور نہ ہونے پائے اور ارحام طیبہ و طاہرہ میں یہ نور پاک تفویض کیا جائے۔ چنانچہ وہ نور مبارک نیک مردوں اور نیک عورتوں میں منتقل کیا آدم سے شیث اور ادریس نوحؑ، ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کو ممتاز فرماتے ہوئے عبدالمطلب پھر ان سے عبد اللہ میں آیا جس پشت میں یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آتا تھا ایک جلوہ دکھاتا تھا یعنی آدم علیہ السلام کی خطا اس نور کی

برکت سے معاف ہوئی حضرت شیث رضی اللہ عنہ کے جسم سے مشک کی خوشبو اسی نور پاک باعث سے آئی حضرت نوح رضی اللہ عنہ کی کشتی اسی کے تصرف سے ترائی اللہ پاک نے ابراہیم کی آگ کو گلزار اسی نور محمد سے بنایا۔ اسمعیل کی جگہ جنت سے دُنْبہ اسی نور کی بدولت آیا اور بغیر ذبح ذبیح اللہ اسی کے سبب سے کہلائے۔ عبدالمطلب کی دعائے اسی نور کی بدولت قبولیت کے درجے پائے حضرت عبد اللہ کو دیکھ کر تمام بت منہ کے بل گرتے تھے اور پکارتے تھے کہ اے عبد اللہ! ہمارے قریب نہ آ کیونکہ ہمارے مٹانے والے کا نور تجھ میں چمک رہا ہے وہ یہی نور تھا اور عبد اللہ جو ہر شجر و حجر سے سلام کی آواز سنتے تھے وہ اسی نور کا ظہور تھا۔

بیان تھوڑے سے اُن کے کرامات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے ظاہر ہوئے:

روایت ہے کہ ایک دن عبد اللہ صاحب نے اپنے باپ سے کہا کہ جب میں جنگل کی طرف جاتا ہوں تو ایک نور میری پیٹھ سے نکل کر دو حصہ ہو جاتا ہے۔ ایک مشرق کی طرف دوسرا چھم کو چلا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں آن کر بادل کی صورت بن جاتا ہے اور مجھ پر سایہ کرتا ہے پھر آسمان کو چڑھ جاتا ہے۔ دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔

جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے کہ حامل نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھ پر سلامتی ہو اور جب میں سوکھے درخت کے پاس جاتا ہوں اسی دم ہرا ہو کر مجھ پر سایہ کرتا ہے، جب میں وہاں سے اٹھتا ہوں پھر اسی وقت درخت

خشک ہو جاتا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا اے بیٹا مبارک ہو تیری پشت سے پیغمبروں کا سردار پیدا ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک روز عبداللہ وہب زہری کے ساتھ شکار کو گئے۔ اچانک نوے سوار یہودی ہتھیار باندھے زہر بجھی تلواریں ان کے ہاتھ میں ملک شام کی طرف سے نمودار ہوئے۔ وہب زہری نے کہا۔ اس نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارا کوئی گناہ نہیں کیا مگر اس کے ایسا بیٹا ہوگا کہ اس کا دین سب دینوں کو موقوف کر دیگا۔ اس لیے ہم نے چاہا کہ عبداللہ کو مار ڈالیں تو وہ شخص پیدا نہ ہوگا۔

تب زہری نے کہا تم سب بیوقوف ہو۔ اتنا نہیں جانتے کہ پیدا کرنا اس خدا کو منظور ہے تو تم اس کو کس طرح مار سکو گے؟ اتنے میں یکا یک ستر سوار غیب سے ظاہر ہوئے اور ان یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

یہاں تک کہ ایک دم میں سب کو مردار کر کے فی النار کیا۔ وہب زہری نے جب سے یہ کرامات دیکھی تو ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کروں گا۔ پھر عبداللہ صاحب کو وہاں سے مکہ لے گئے۔

عبدالمطلب کو سارا حال بیان کیا اور پیغام بھیجا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی عبداللہ کے ساتھ کر دوں۔ عبدالمطلب یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اس لیے کہ وہ ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی لڑکی خوبصورت اور نیک بنختی میں لاثانی ہو۔ سو یہ سب باتیں حضرت بی بی آمنہ میں موجود تھیں۔

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بارہ بھائی تھے۔ اور سب شجاعت، قوت اور حُسن و جمال میں مشہور نزدیک و دور تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ ان سب میں ممتاز اور

یکتائے روزگار تھے۔ ان کے حسن و جمال کا چرچا اور صورت و سیرت کی دھوم تھی۔ تمام اہل عرب ان کی محبت کا دم بھرتے تھے۔ اور والدین بھی سب بیٹوں سے زیادہ حضرت عبداللہ کو چاہتے تھے۔ جس وقت عبداللہ مکہ کے بازاروں میں سے گزرتے تھے۔ تمام عورتیں شہر کی جو بہت خوبصورت تھیں۔ وہ سب حضرت عبداللہ پر جان و مال سے فدا ہوتی تھیں اور ہر ایک اُن سے نکاح کی آرزو رکھتی تھی۔ جب حضرت عبدالمطلب کو یہ بات معلوم ہوئی تو ہمہ تن ان کے نکاح کی فکر میں مصروف ہو گئے اور زیادہ جستجو/خواہش تھی کہ جو لڑکی قریش کے حسب نسب، صورت و سیرت میں خوب تر ہو وہ ان کے نکاح میں لائی جائے۔ چنانچہ وہب زہری کی لڑکی بی بی آمنہ خاتون صورت و سیرت میں لاثانی اور آثارِ سعادت اُنکے نورانی چہرے سے عیاں تھا۔

اہل تحقیق لکھتے ہیں: کہ اللہ پاک نے اس وقت یہ انتظام واہتمام فرمایا کہ مکہ میں جتنے مرد تھے ان میں سے حضرت عبداللہ کو اور جتنی لڑکیاں تھیں ان میں سے بی بی آمنہ خاتون کا انتخاب فرمایا تھا۔ کہ یہی دونوں میرے محبوب کے ماں باپ بنیں۔

روایت ہے کہ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے نکاح کا پیغام بعض احباب کے ہاتھ وہب زہری کے گھر بھیجا۔ وہب زہری بہت خوش ہوئے۔ اب مہر کی شرطیں وغیرہ باہم خوشی خوشی طرفین نے منظور کیں۔ غرضیکہ یہ رشتہ دونوں طرف پسند ہوا۔ عبدالمطلب نے وقت مقررہ پر دوست احباب کو جمع کیا اور نکاح کیا اور بی بی آمنہ خاتون کو بیاہ کر گھر لائے۔ پہلے ایک چاند روشن تھا۔ اب گھر میں دو چاند روشن ہو



گئے۔ لکھا ہے کہ عبد اللہ کے ماں باپ کبھی اپنے بیٹے کی صورت دیکھتے اور کبھی اپنی بہو کو دیکھ کر شکر خدا بجالاتے تھے کہ خدا نے جیسا بیٹا عطا کیا تھا ویسی ہی بہو عنایت کی۔

روایت ہے کہ جس دن نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی آمنہ کو عنایت ہوا بارہویں جمادی الاخریٰ شب جمعہ تھی۔ اس شب کو جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف بزرگی بخشی وہ بے انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی خیر و برکت اہل عالم پر نازل فرمائی کہ شب قدر سے اس شب کو بہتر سمجھو اور افضل جانو تو زیبا ہے۔ اس رات کو جنت کے مہتمم کو حکم ہوا کہ تمام جنت کے دروازے کھول دے کہ ہمارا حبیب ماں کے شکم مبارک میں آیا ہے اور عالم ملکوت جبروت میں یہ حکم سنایا گیا کہ تمام مقدس مقاموں کو معطر کرو اور اطراف و سموات میں خوشبو بساؤ، چاروں طرف نور کی شمعیں روشن ہوں، سارا جہاں خوشبو سے مہک جائے۔ عرش و کرسی یہ خوش خبری سن کر مارے خوشی کے جھومنے لگے اور فرشتوں میں مبارکباد دینے لگے۔

پس آمنہ خاتون کے حمل کی خبر سن کر تمام چوپائے خوش ہوئے اور بشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وحشی جانوروں، چرند پرند اور دریائی جانوروں کو اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ تیرے پیٹ میں سردار تمام عالم اور بہتر ہے ساری خلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اس لئے کہ انجام نیک ہے۔ پھر حکم ہوا جبرائیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک علم سبز محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر دنیا میں جاؤ اور اس علم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور منادی کرو کہ آج رات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت آمنہ مشرف ہوئی ہیں اور اہل زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمدی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

لکھا ہے کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عنایت ہونے سے پہلے اہل قریش بسبب خشک سالی کے قحط کی مصیبت میں مبتلا تھے تمام درخت سوکھ گئے تھے، سبزہ تک زمین پر دکھائی نہ دیتا تھا۔ سب آدمی اور جانور دبے ہو گئے تھے، پریشانی ہی پریشانی تھی۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کے شکم میں رونق افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خوب پانی برسایا، تمام خشک درخت سرسبز و شاداب ہوئے اور قسم قسم کے اناج کی فصل نہایت عمدہ ہوئی، جانور سب موٹے ہو گئے، مویشی بکثرت دودھ دینے لگے۔ اس سال ایسا چین و آرام اہل عرب کو ہوا کہ اس برس کا نام رکھا فرحت اور خوشی کا سال غرضیکہ اس وقت عجب بہار تھی۔

ابن جوزی بیان کرتے ہیں اپنی کتاب "المیلاد النبی" میں صرف ترجمہ لکھتی ہوں کہ آپ لکھتے ہیں کہ جس وقت شب کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کو عنایت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اے عرش! انوار کے برقعے پہن لے۔ اے کرسی! فخر کی چادریں اوڑھ لے، اے جنت کی حورو! جنت کی کھڑکیوں میں آراستہ ہو کہ بیٹھو۔ اے فرشتو! نور کے پٹکے باندھ کر عرش کے گرد کھڑے ہو جاؤ۔ اے بہشت کے داروغہ! جنت کے دروازے کھول دے۔ اے دوزخ کے داروغہ! جہنم کے دروازے بند کر دے کہ ہمارے محبوب اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کے شروع سے چھ مہینے تک مجھے کوئی علامت حمل کی ظاہر نہیں ہوئی جو عموماً اور عورتوں کو اس حالت میں گرانی

یا بار معلوم ہوا کرتا ہے۔ بلکہ جس قدر ولادت شریف کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا۔ آثارِ فرحت و سرور بڑھتے تھے۔ اور طبیعت کو انبساط و شگفتگی ہوئی تھی اور سب سے زیادہ میری عزت و توقیر یہ ہوئی کہ مہینے میں ایک ایک پنمبر آئے تھے اور خوشخبری سناتے تھے۔ یعنی کہ پہلے مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے آمنہ! تمہارے شکم مبارک میں وہ صاحب عزت تعظیم ہے جو سارے عالم کا بزرگ ہے اور دوسرے مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارے شکم میں فرزند ہے جو صاحب نصرت فتوح ہے۔ تیسرے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام اور چوتھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پانچویں میں حضرت اسمعیل علیہ السلام، چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، ساتویں میں حضرت داؤد علیہ السلام، آٹھویں میں سلیمان علیہ السلام اور نویں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سب نے طرح طرح کے فضائل کے ساتھ خوشخبری سنائی۔

روایت ہے کہ چاند کے حساب سے نو مہینے پورے ہوئے اور وقت آپ کی پیدائش کا قریب آیا تو آپ کی والدہ کے پاس بہت سی عورتوں کے ساتھ حضرت بی بی آسیہ اور حضرت بی بی مریمؑ عالم اقدس سے حاضر ہوئیں اور بہت سی حوریں ان کے ساتھ تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں:-

کہ اس وقت مجھے کچھ پیاس محسوس ہوئی۔ اسی وقت ایک نورانی فرشتہ میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں شربت کا گلاس بھرا ہوا تھا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور اس میں گلاب سے زیادہ خوشبو

آ رہی تھی۔ ہاتھ میں دیا اور کہا اسے پی لو۔ یہ جنت سے تمہارے لیے شربت آیا ہے۔ چنانچہ خوب سیر ہو کر پیا، پھر کہا اور پیو میں نے اور پیا اس وقت تشنگی رفع ہوئی اور سکون حاصل ہوا۔

آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں:-

کہ پیدائش کے وقت تمام گھر میں اُجالا ہو گیا، ہر درو دیوار پر نور ہی نور نظر آتا تھا۔ ایک نورانی چادر زمین سے آسمان تک نظر آ رہی تھی۔ تین علم مشرق و مغرب و بام کعبہ پر معلوم ہوئے۔ اور جس وقت آپ پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اتریں، ایک بی بی حوا، دوسری بی بی آسیہ، تیسری بی بی سارہ، چوتھی بی بی ہاجرہ۔ ایک کے پاس سونے کا طبق، دوسری کے پاس زمرد کا لوٹا، تیسری کے پاس سفید حریر اور چوتھی کے پاس بہشتی عطر دان۔ چاروں نے حضرت محمد ﷺ کو نہلایا اور حریر سفید پہنایا اور بہشتی عطر لگایا، جس سے سارا مکان مہک گیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں:-

۔ کہ میں نے گود میں لیا آپ کو تو آپ اس وقت میری گود سے اترے اور سجدے میں جا کر عرض کرنے لگے،

صرف ترجمہ بیان کرتی ہوں۔

یا اللہ میری اُمت کو بخش دے، یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ غیب سے

آواز آئی، بخش دیا تجھ کو، تیری اُمت سبب تیری بلند ہمت کے حکم ہوا گواہ رہو اے

فرشتو! کہ میرا حبیب ﷺ پیدائش کے وقت بھی اپنی اُمت کو نہیں بھولا پھر

قیامت میں کیوں کر بھول جائے گا۔ مسلمانو! قربان ہو جاؤ اس محبوب ﷺ پر جس



نے دنیا میں آتے ہی ہماری نجات و بخشش کی فکر کی۔

غریبوں کے آقا	یتیموں کے والی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں	حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں

روایت ہے کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین پر ایک نور تھا اور عجیب شاہانہ ظہور تھا ہر مذہب و ملت میں جو اپنی قوم کا عالم اور ہادی تھا وہ اپنے اپنے طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں دیتا تھا۔ یعنی اہل کتاب اپنی کتاب سے اور نجومی ستاروں کے حساب سے کاہن لوگ اپنے ضوابط و آئین سے اصحاب فال اپنے قوانین سے۔

روایت ہے کہ بی بی صفیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت میں حاضر تھی اس وقت تمام گھر روشن ہو گیا اور اسکی روشنی میں چھ چیزیں عجیب و غریب دیکھیں۔

☆ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔

☆ دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چراغ کے نور پر غالب تھا۔

☆ تیسرے یہ کہ میں نے چاہا کہ آپ کو نہلاؤں غیب سے آواز آئی کہ اے

صفیہ! یہ پاک و صاف ہیں تم تکلیف نہ کرو۔

☆ چوتھا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کیسے ہوئے پیدا ہوئے۔

☆ پانچویں یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں ستارہ روشن

کی طرح ایک مہر چمکتی ہوئی دیکھی جس پر نورانی خط میں لکھا تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

☆ چھٹے یہ کہ آپ ﷺ نے بہت فصاحت کے ساتھ شہادت کی انگلی اٹھا کر یہ فرمایا:

لشہد لمن لا اله الا الله و لا شہد لمن محمد رسول الله

روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا فرماتے ہیں کہ اس وقت میں کعبہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ کعبۃ اللہ اپنی جگہ سے ہلا اور جھوما پھر چار دیواری کے ساتھ جھکا اور مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور اپنی جگہ دیواریں کھڑی ہو گئیں اور دیواروں سے یہ آواز تکبیر بلند ہوئی اللہ کے مقبول محمد ﷺ پیدا ہوئے جس نے ان کی زیارت کی اس کیلئے سعادت ہے اور اپنی مراد کو پہنچا پھر حضرت عبدالمطلب نے کوہ صفا کی طرف نگاہ کی تو وہ بھی کبھی بلند کبھی پست مارے خوشی کے ہوتا تھا اور کوہ مروہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی جوش مسرت سے اس کی طرف مضطرب تھا اب یہ غیب کی آوازیں سن کر اور یہ کیفیات عجیب و غریب دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ ایک آدمی گھر سے بلانے آیا اور کہا کہ اے مکہ کے سردار! بشارت ہو تم کو تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے کہ جس کے نور سے تمام مکان روشن ہو گیا اور خوشبو سے بس گیا اور مکہ کی گلی گلی چمک گئی اور مہک گئی حضرت عبدالمطلب یہ سن کر خوشی خوشی مکان کی طرف تشریف لائے اور حضرت آمنہ سے پوچھا کہ میں اس واقعہ سے حیران ہوں۔ خیال کیا کہ شاید خواب دیکھتا ہوں لیکن نیند کا اثر آنکھوں میں بالکل بھی نہیں اس لیے اس طرف آیا کہ یہ بات سچ ہے یا میرا خواب و خیال ہے۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ یہ

سب سچ ہے اور جو عجائبات نظر سے گزرے تھے وہ سب بیان کیے تو حضرت عبدالمطلب نے بکمال شوق سے دیکھنا چاہا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ ابھی آپ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے کہ جب تک تمام فرشتے ان کی زیارت سے مشرف نہ ہو لیں اس وقت تک کسی کو اجازت نہ ہوگی یہ سن کر حضرت عبدالمطلب ناخوش ہونے لگے ناچارہ حضرت آمنہ نے اس طرف اشارہ کیا جہاں آپ جلوہ فرماتے تھے عبدالمطلب نے اس طرف قدم بڑھایا فوراً ایک شخص غیب سے تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور سخت آواز سے دھمکایا کہ عبدالمطلب ڈر کر کانپنے لگے اور اٹے ہٹ آئے ہر چند یہ ماجرا قریش سے بیان کرنا چاہا لیکن زبان نے کام نہ دیا مجبوراً! چپ رہے۔

روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس نے پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے ہاتھوں پر حضرت کو لیا وہ میں تھی آپ نے اسی وقت الحمد للہ فرمایا اس کے جواب میں غیب سے یرحمک اللہ کہا اور اسی وقت ایک نور ایسا چمکا کہ اس کی روشنی میں ملک شام کے شاہی محل نظر آئے۔

روایت ہے کہ عثمان ابی العاص رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمہ سے کہ آپ کی پیدائش کے وقت میں وہیں تھی میں نے ایک ایسا نور دیکھا کہ تمام گھر اس سے روشن ہو گیا اور ستارے آسمان سے اتنے جھلکے میں سمجھی کہ اب زمین پر گر پڑیں گے۔

روایت ہے سفیان بذلی سے کہ اس رات ہمارا قافلہ ملک شام کی راہ میں تھا سب نے دیکھا کہ ایک سوار زمین و آسمان کے درمیان میں تھا اس نے کہا اے سونے والوں اٹھ بیٹھو کہ یہ وقت سونے کا نہیں ہے کیا نہیں جانتے ہو کہ اس وقت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہور اجلال فرمایا اسلام کا ستارہ چمکا اور کفر کی تاریکی دور ہوئی

جب مکہ میں سب اپنے گھر واپس آئے تو معلوم ہوا کہ عبدالمطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

روایت ہے کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ایک سفید ابر کا ٹکڑا نورانی آسمان سے زمین پر اترتا کہ جس میں آوازیں آدمیوں اور گھوڑوں کی آتی تھیں۔ وہ بادل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس سے اٹھا کر لے گیا اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ سیر کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین کی اور مشرق و مغرب کی طرف پھراؤ اور انبیاء کی پیدائش کے مقامات میں لے جاؤ اور آدمیوں اور فرشتوں اور جانوروں وغیرہم سب پر ظاہر کرو تا کہ ان کا نام اور صورت پہچانیں اور کوئی پکارنے والا پکارتا تھا کہ ان کی کنجیاں نبوت اور نصرت اور خزانہ عالم کی اخلاق سب پیغمبروں کے دو۔

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ بعد میں ایک ساعت آپ کو میرے پاس لائے اور غیب سے آواز آئی کیا خوب کیا خوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا پر مقرر ہوئے اور کوئی مخلوق ایسی باقی نہ رہی کہ جو آپ کے قبضہ سے باہر ہو اور جو کمالات ظاہری و باطنی سب انبیاء کو الگ الگ عنایت ہوئے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے تمام مخلوقات میں سے بنی آدم کو اشرف و افضل بنایا اور ان سب سے مومنین و صالحین اور اولیا اور انبیاء کو انتخاب کیا اور ان کل میں سے جناب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھانٹ لیا۔ ازل سے اب ابد تک تمام خوبیوں کی خوشبو سے مہکتا ہوا

کوئی ایسا پھول گلشن کائنات میں کھلا ہے نہ کھلے گا۔

جب باغ جہاں کے مالی لے دیکھی بھالی پھولوں کی

اک پھول کو اس میں چھانٹ لیا تھیں جتنی ڈالی پھولوں کی



اک پھول کو اس میں چھانٹ لیا تھیں جتنی ڈالی پھولوں کی وہ پھول عرب کے گلشن کا سب پھولوں سے خوشبو والا جس نے کھل کر اس عالم میں اک شان نکالی پھولوں کی اس گل کا نام محمد ہوا جس سے تازہ اسلام ہوا شاخ اس نے کاٹی کانٹوں کی بیل اس نے ڈالی پھولوں کی اس کی ہی مہک سے مہکی ہے اس کی ہی چمک سے چمکی ہے ہے جستن نکہت غنچوں کی ہے ڈالی جستن پھولوں کی جنت سے اسے نسبت کیا ہے یہ میرے گل کا روضہ ہے یارنگ جدا ہے پتوں کا یا شان نرالی پھولوں کی رشک جگر کے زخموں کو حسرت ہے دل کے داغوں کو روضہ پہ شہ کے چڑھتے ہیں کیا شان ہے عالی پھولوں کی طیبہ کا مالی کہلاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں اک ہاتھ میں گجرا پھولوں کا اک ہاتھ میں ڈالی پھولوں کی یہ مداح سراے حضرت ہے اس سے اس کو کیا نسبت ہے ابن آدم متوالا ہے مولیٰ کا بلسل متوالی ہے پھولوں کی

### واقعات رضاعت:

اس میں سب کا اتفاق ہے کہ سات دن آپ کی والدہ نے دودھ پلایا پھر چند روز ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا اور آپ کی کھلائی مقرر ہوئی اور یہ وہی لونڈی ہے کہ جس کو ابولہب نے مشردہء ولادت شریف اس سے سن کر آزاد کیا تھا اور کہہ

روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابو لہب کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا اے دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بعد مرنے کے کیا حال ہے۔ ابو لہب نے بیان کیا کہ ہمیشہ سخت عذابوں میں مبتلا رہتا ہوں لیکن پیر کی رات کو ان دوا گلیوں سے دوزخ میں پانی پینے کو ملتا ہے جن سے میلا دمحمی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کا اشارہ کیا تھا اور میرے عذابوں میں کمی ہو جاتی ہے اور اس رات مجھے ایسی راحت نصیب ہوتی ہے کہ چھ دنوں کا عذاب بھول جاتا ہوں۔

مسلمانوں! ذرا انصاف کرو کہ جب ایسا کافر دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کی مذمت کا کلام اللہ پاک گواہ ہے میلا دمحمی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں عذاب سے نجات پائے تو جو مسلمان کے جان و مال اس میلا دشریف کی خوشی میں صرف کرے وہ اللہ پاک کے انعام و اکرام اور عطیات سے محروم رہ سکتا ہے ثوبیہ کے بعد یہ دولت ابدی و سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ کو عطاء ہوئی۔

حلیمہ سے روایت ہے کہ جب آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک رات ہمارے قبیلہ میں غیب سے آواز آئی کہ اے بنی سعد کی عورتو! خبردار ہو اللہ پاک نے برکت نازل فرمائی ہے کہ ایک لڑکا قریش میں پیدا ہوا ہے اور وہ دن سورج کا اور رات کا چاند ہے دوڑو اور جلدی کرو اور اس دولت کو لے لو خوش نقدیرو عورت جو اس کو دودھ پلائے۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میرے قبیلہ کی عورتوں نے جو سنا تو اپنے خاوندوں کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئی اور جلد جلد اپنی سواریوں کو تیز ہانکنے لگیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں بھی ساتھ روانہ ہوئی مگر میری اونٹنی نہایت

ضعیف اور سُست تھی لیکن وہ آہستہ آہستہ چلتی تھی اس وجہ سے میں پیچھے رہ گئی جب میں مکہ پہنچی تو دیکھا کہ میرے قبیلہ کی عورتیں جو مجھ سے پہلے پہنچ چکی تھیں انہوں نے قریش کے لڑکے جو سب سرداروں اور مالداروں کے تھے لے لیے اور میں نے ہر چند تلاش کی مگر کوئی لڑکا مجھ کو نہ ملا تو میں نہایت رنجیدہ اور غمناک بیٹھی تھی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک مرد بڑی شان والے جن کے چہرے سے سرداری ظاہر ہوتی تھی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ آدمیوں نے کہا مکہ کے سردار عبدالمطلب ہیں پھر عبدالمطلب نے باواز بلند کہا:

"اے بنی سعد کی عورتو! کوئی باقی ہے جو ہمارے پوتے کو لے"

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں جلدی سے بول اٹھی میں باقی ہوں۔ انہوں

نے میرا نام پوچھا تو میں نے کہا "حلیمہ"، تو بولے اے حلیمہ!

"میرا ایک پوتا ہے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے"

بنی سعد کی عورتوں نے اسے یتیم جان کر نہیں لیا تو اسے لے لے۔ حلیمہ

سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں ان کے ہمراہ مکان میں گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک بی بی کا

چہرہ جیسے چودھویں رات کا چاند ہو بیٹھی ہیں معلوم ہوا کہ وہ آپ کی ماں ہیں حضرت

عبدالمطلب نے میرا حال بیان کیا سن کر نہایت خوش ہوئیں اور بہت تعظیم کی اور اس

مکان میں لے گئیں جہاں حضرت آرام فرماتے تھے ہرے ریشم کا بچھونا تھا اور سفید ریشم کا

رومال اوڑھے سو رہے تھے اور اس نورانی جسم میں سے خوشبو مہک رہی تھی۔

جس وقت میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال پر پڑی ہزار جان سے

عاشق ہو گئی اور چاہا کہ جگاؤں قریب ہو کر اپنا ہاتھ آہستہ سے سینہ مبارک پر رکھا آپ



صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے میں نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر گود میں اٹھالیا اور اپنی داہنی طرف سے دودھ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر میں نے چاہا کہ بائیں جانب کا بھی پلاؤں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیا اور اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔

روایت ہے کہ بی بی حلیمہ آپ کو لے کر تین دن مکہ میں رہیں پھر رخصت ہوئیں جب اپنے مقام پر آئیں اور ان کے شوہر نے حضرت کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ہمارا قافلہ روانہ ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر میں بھی چلی تو اونٹنی پر آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا اور پیچھے شوہر کو بیٹھا کر قصد کیا تو اونٹنی نے کعبہ کی طرف سجدے کیے اور چستی سے چلی کہ سب ساتھیوں کی سواریاں پیچھے رہ گئیں یہ حال دیکھ کر سب قبیلہ والیاں کہنے لگیں کہ اے حلیمہ یہ کیا بات ہے کہ آتے وقت تو تیری اونٹنی چل بھی نہیں سکتی تھی اور اب یہ سب سے آگے آگے جاتی ہے اور اب تو تیری اونٹنی کی کچھ اور ہی شان معلوم ہوتی ہے اب خدا کی قدرت دیکھے کہ وہ اونٹنی بولی اور کہنے لگی قسم خدا کی میرے اوپر خاتم الانبیاء حبیب پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میرے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اے حلیمہ سعدیہ! اب تیرے نصیب جاگ گئے کیونکہ تیری گود میں حبیب خدا احمد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں

جو تمام مخلوقات جن و بشر کے سردار ہوں گے اور ان کی سب کائنات

فرمانبردار ہوگی اور کہتی ہیں کہ جس منزل میں جا کر قیام کرتی ہیں آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس مقام کی گھاس اور درختوں کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے جب میں گھر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت سے میرے گھر میں اور بستی میں بہت برکت ہوئی اور میری بکریاں کثرت سے دودھ دینے لگیں۔ اور میرے سب جانور موٹے تازے ہو گئے جب میری قوم نے یہ حال دیکھا تو اپنی بکریوں کو ساتھ چرانے لگے اور میری یہاں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کا دھوون لے جا کر اپنے جانوروں کے حوضوں میں ڈالنے لگے تو ان کے جانور بھی موٹے تازے ہو گئے۔ اور کثرت سے دودھ دینے لگے اور میرے قبیلہ کی بکریاں اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتی تھیں اور پاؤں مبارک کو چومتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے سب کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ڈال دی جس کسی کو کوئی بیماری ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے جسم پر لگا تا مرض ٹھیک ہو جاتا اور جس جگہ ہاتھ کو لگاتے تو خوشبو آنے لگتی۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ جس روز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے مجھے چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے مکان روشن رہتا تھا اور جب کبھی اندھیری کو ٹھٹھری میں جانے کی ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے جاتی تو کو ٹھٹھری روشن ہو جاتی اور جو چیز مجھے لینا ہوتی بے تکلف اس نور کی روشنی میں لے آتی اور جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ بستر پر پیشاب یا پاخانہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر پیشاب یا پاخانہ نہیں کیا اور ہمیشہ نجاست سے کپڑے پاک رہے اور جب میں چاہتی کہ حضرت کا منہ دھلاؤں تو خود بخود غیب سے صاف ہو جاتا مجھے نہلانے دھلانے کی حاجت نہ ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھنے کا



یہ حال تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک مہینے میں اتنا بڑھتے تھے۔ اور مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک برس میں اتنا بڑھتے تھے اور پانچویں مہینے اپنے پاؤں کی قوت سے اچھی طرح چلنے پھرنے لگے اور نویں مہینے میں تمام کلام کرنے لگے اور پھر نہایت عقلمندی کی باتیں فرمانے لگے کہیں لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو منع فرماتے اور اگر لڑکے کھیلنے کے لئے کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کھیلنے کے لئے تو نہیں پیدا فرمایا اور بچپن ہی سے یہ عادت تھی کہ جو چیز اٹھاتے وہ سیدھے ہاتھ میں اور بسم اللہ کہہ کر اٹھاتے اور تمام شجر و حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے تھے۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ کبھی چاند سے باتیں فرماتے تھے اور جس طرف انگلی سے اشارہ کرتے تھے چاند اسی طرف پھر جاتا تھا فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔

روایت ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں ایک دن آپ نے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ بھائی دن کو گھر میں نہیں رہتے حلیمہ بولیں دن کو بکریاں چرانے جایا کرتے ہیں فرمایا کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جایا کریں گے حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ کے کمالات بابرکات دیکھ کر بے حد محبت ہو گئی تھی یہ چاہتی تھیں کہ ایک گھڑی جدا نہ ہوں اس لیے بہلاتی تھیں اور پیارے الفاظ سے آپ کو لوریاں دے کر سلاتی تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا اور حضرت حلیمہ کو دل شکنی بھی پسند نہ ہوئی اور آپ کا ننھا ہاتھ دھویا بالوں میں کنگھی کی سرمہ لگایا کپڑے سفید پہنائے اور ایک ہار مہرہ یمنی کا نظر بد کے خیال سے گلے میں ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت وہ ہار نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا حافظ حقیقی میرے ساتھ اور نگہبان ہے پھر آپ عصا لے کر بھائیوں کے

ساتھ ہو لیے اور جنگل میں آبادی کے قریب ہی بکریاں چرانے میں مشغول ہوئے دو  
پہر کے وقت بیٹا حلیمہ سعدیہ کا دوڑتا رو تا بدحواس گھر میں آیا اور کہا کہ اے اماں بھائی  
کی جلد چل کر خبر لے شاید ہی ہے کہ تو اس کو زندہ پاسکے۔

حلیمہ یہ سن کر گھبرائیں اور کہا پورا حال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ ہمارے  
ساتھ جنگل میں تھے کہ دو آدمی آئے اور ان کو اٹھا کر لے گئے اور پہاڑ پر لے جا کر انکا  
پیٹ چاک کیا اور آگے کا کچھ حال مجھے نہیں معلوم کہ کیا گزرا۔ یہ سن کر حلیمہ اور اس کا  
شوہر سخت حیران و پریشان ہوئے اور دونوں پہاڑ کی طرف دوڑے جب آپ ﷺ  
کے پاس پہنچے تو درست و سالم پایا اور دیکھا کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور چہرہ  
مبارک متغیر ہو رہا ہے۔ حلیمہ کو دیکھ کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا حلیمہ دوڑ کر پیٹ گئیں  
اور خوب پیار کیا۔ اور ماجرا دریافت کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے مادرِ مہربان!

میں بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں کھڑا تھا کہ دفعتاً دو شخص ہیبت ناک  
صورت سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے کہتے ہیں کہ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔  
بھائیوں کے پاس سے مجھے پہاڑ کی طرف اٹھالائے۔ ایک کے ہاتھ میں ابرق نقرہ  
اور دوسرے کے ہاتھ میں طشتِ زمردیں تھا کہ جو برف سے لبریز تھا ایک نے بہ  
لطف و مہربانی تکیہ دے کر میرا سینہ ناف تک چاک کیا۔ اور میں دیکھتا تھا کہ کچھ درد  
والم مجھے معلوم نہیں ہوا۔ پھر پیٹ میں ہاتھ ڈال کر آنتیں نکالیں اور برف کے پانی  
سے دھو کر اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر دوسرا شخص اپنے ساتھی سے بولا کہ بس ہٹ جاؤ۔  
اب جو حکم میرے لیے ہے اس کی تعمیل کروں اس نے بھی میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالا



اور میرے دل کو اپنے مقام سے نکالا اور چاک کر کے ایک نقطہ سیاہ خون آلودہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا اے حبیب اللہ کے یہ شیطان کا حصہ ہے آپ کے دل کو اس سے پاک اور نور ایمان سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا اور ایک نورانی خاتم سے مہر کی اور ہاتھ میرے سینے کے شگاف پر پھیرا جس کا اثر میرے جسم کی رگوں اور جوڑوں میں اب تک معلوم ہوتا ہی اور شگاف فوراً بھر گیا اور سینہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ایک خط سینہ سے ناف تک باقی تھا۔

بی بی حلیمہ آپ کو پہاڑ سے گھر لے گئیں اور یہ ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ پہنچا دیا جائے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ رات کے وقت غیب سے آواز آئی کہ اب خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور بطحائے مکہ تجھے خوشخبری ہو کہ نور اور روشنی تجھ میں پھر آ رہی ہے القصد آپ کو مکہ پہنچا دیا حضرت عبدالمطلب آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حلیمہ کے ساتھ کمال احسان و انعام و اعزاز سے پیش آئے اور اس قدر مال و زر دیا کہ مالا مال کر دیا۔ لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ پھر دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئیں ایک دفعہ نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے زمانہ میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت کچھ دے کر رخصت کیا اور دوسری بار جنگ حنین کے دن۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اپنی چادر مبارک کا ان کیلئے بچھونا کیا اور بہت احسان اور بخشش کی پھر حضرت حلیمہ اپنے خاوند اور لڑکیوں سمیت مسلمان ہوئیں۔

حلیہ شریف:

خلقت تمام اعضائے ربیہ مبارک کی اعتدال پر تھی اور اعضا کا اعتدال



مزاجِ اقدس کے اعتدال پر دلالت کرتا ہے قد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میانہ گویا بوستانِ لطافت کا ایک نہایت زیبا نو نہال ہے اور اس میں معجزہ یہ تھا کہ جب سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو سب آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں پست نظر آتے اور جب تنہا ہوتے تو میانہ قد معلوم ہوتے اور جب سب کے بیچ بیٹھتے تو آپ کے مونڈھے سب سے بلند ہوتے دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمبارک کا سایہ نہ تھا چاندنی میں نہ سورج کی دھوپ میں سر آپ کا بڑا تھا لیکن اس قامت زیبا پر نہایت موزوں اور خوشنما تھا۔ بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھونگر والے اور نورانی ایسے تھے کہ چمکتے تھے اور خوشبو آتی تھی اور ایک معجزہ بالوں کا یہ بھی ہے کہ اگر انھیں دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفاء پاتے تھے۔

پیشانی ایسی نورانی تھی کہ جیسی اندھیری رات میں چاند روشن ہو چہرہ انور آپ کا صاف و شفاف اور روشن تھا کہ ہر چیز کا عکس اس میں معلوم ہوا تھا اور گول تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت کوئی شے نہیں دیکھی گویا آفتاب کا نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں جاری ہو رہا ہے اللہ اللہ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر دل بے تاب ہو جاتے تھے نگاہیں تڑپ جاتی تھی۔

اک میں ہی نہیں سب ہیں تیرے چاہنے والے  
اللہ بھی حو ریں بھی فرشتے بھی بشر بھی



## جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحاظ اور ہر انداز سے مکمل و کامل اور اجمل و احسن بنا کر پیدا فرمایا اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حسن و جمال ہر فضیلت حسنہ کر کے کائنات والوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کو بھی ایسے افعال و کردار اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ کر دیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اکثر روپڑتے تھے اور آپ کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔

جسم مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا میں نے ریشمی کپڑوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔<sup>۲</sup>

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے

۱۔ (سیرت مصطفیٰ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی ص 414)۔ (شامل ترمذی ص 2)

۲۔ (سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص 414، 415) (بخاری جلد ۱ ص 503)

تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکرا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔<sup>۱</sup>

جسم مبارک کا سایہ نہ تھا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی 255ھ) نے اپنی نو اور الاصول میں حضرت ذکوان تابعی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ نہیں تھا امام ابن سبع کا قول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس بات کی وہ حدیث شاہد ہے کہ تصدیق کرتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی کہ: اللہ تعالیٰ! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنا دے اور آپ نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ ”یا اللہ تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہا سے ہوتا: <sup>۲</sup>

قدم مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ تو بہت لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا تھا بلکہ آپ

۱۔ (س م ص 415)۔ (بخاری جلد 1 ص 502)

۲۔ (س م ص 415، 416)

صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ قد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک انتہائی خوبصورت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی قد والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقدس بدن انتہائی خوبصورت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدو خال سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے گوشت سے بھرے ہوئے تھے اور مضبوط تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا مضبوط اور ہڈیوں کے جوڑ چوڑے تھے، سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی لکیر تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ چلتے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھلان سے نیچے اتر رہے ہوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی حسین نہیں دیکھا۔<sup>۱</sup>

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہ لمبا تھا اور نہ چھوٹا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی سے اتر رہے ہیں میں نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔<sup>۲</sup>

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج کا تذکرہ فرمایا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کے حلیے بیان فرمائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حلیہ مبارک اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ

۱۔ (بدرالدجی فی حقوق خیر الواری پروفیسر ابوحمزہ محمد اعظم چیمہ ص 410، 411)۔ (ترمذی)

۲۔ (س م ص 417)۔ (شامل ترمذی ص 1)

فرمایا۔<sup>۱</sup>

اس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے لیکن یہ آپ ﷺ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔<sup>۲</sup>

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ رسول ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت رخ انور والے اور اعلیٰ اخلاق والے تھے نہ تو بہت لمبے اور نہ ہی چھوٹے۔<sup>۳</sup>

”آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے، آپ ﷺ کے دونوں کندھے مناسب فاصلے پر تھے آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لوتک پہنچتے تھے میں نے آپ ﷺ کو سرخ دھاری دھار جوڑا پہنے دیکھا، آپ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔“<sup>۴</sup>

آپ ﷺ سے زیادہ کوئی خوب صورت نہیں تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

سر مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ارشاد

۱۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالواری ص 412)

۲۔ (سیرت مصطفیٰ ص 417)

۳۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالواری ص 410)۔ (بخاری)

۴۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالواری ص 410) (بخاری)



فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا جو شاندار اور خوب صورت ہونے کا نشان ہے۔<sup>۱</sup>

روایت ترمذی و حاکم میں ہے کہ سر آپ کا بڑا تھا لیکن اس قامت زیبا پر نہایت موزوں اور خوش نما تھا۔

### بال مبارک:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ گھونگھروالے تھے نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور پاک بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو اترا دیا۔<sup>۲</sup>

روایت ترمذی و حاکم میں ہے! بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھونگھروالے اور نورانی ایسے تھے کہ چمکتے تھے اور خوشبو کی لپٹیں آتی تھیں اور ایک بالوں کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اگر انھیں دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفا پاتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں تک پہنچتے تھے اور فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔<sup>۳</sup>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بالوں میں تیل لگاتے تھے اور بالوں کو کنگھی بھی کرتے

۱- (س م ص 417) (شامل ترمذی)

۲- (س م ص 417، 418)

۳- (بدرالدجی فی حقوق خیر الوری ص 416)

تھے اور سر کے بیچ میں سے مانگ بھی نکالتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ساری عمر رکھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی۔ حالانکہ میرے خاص دن ہوتے تھے“<sup>۱</sup>

اور مزید روایت ہے حضرت عائشہ کی ”جب میں ارادہ کرتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کنگھی کروں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے درمیان دونوں آنکھوں کے بیچ کی سیدھ میں مانگ چیرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے دونوں طرف میں لٹکا دیتی“<sup>۲</sup>

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے بال مبارک اتروائے تو وہ صحابہ کرام میں ایک تبرک کی طرح تقسیم ہوتے اور صحابہ کرام انھیں نہایت ہی عقیدت کے ساتھ ان بال مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھتے اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے بال منڈوائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کی حفاظت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
”جس کے بال ہوں اسے ان کی عزت کرنی چاہیے“ اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے ہم سب کو بھی اپنے بالوں کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کی عزت بھی حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو ایک شیشی میں لیا تھا جب کبھی کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ

۱۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالوری ص 418)

۲۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالوری ص 418) (ابوداؤد)

اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھی اور اس پانی سے شفا حاصل ہوتی تھی۔

مقام حدیبیہ میں آپ ﷺ نے بال بنوا کر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے تمام اصحاب کرام اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے حضرت ام عمارہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو اللہ رب العزت اسے کو صحت عطا کر دیتا۔ ا

سفید بال:

آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی میں چند بال سفید تھے اور یہ سفید آخری وقت بھی تھی آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے اور آپ ﷺ کا رنگ بالکل سفید نہیں تھا بلکہ ایسا سفید جس پر سرخی ہو اور ہلکا سا مائل بہ گندم ہو اور نہ ہی بہت ہی گندمی رنگ۔ آپ ﷺ کا قدر میانہ تھا اور بال مبارک بہت خوب صورت تھے نہ حبشیوں کی طرح گھونگر یا لے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے سر اور داڑھی مبارک کے گھنے بال جو نہ بہت زیادہ گھونگر یا لے اور نہ بالکل سیدھے تھے معراج کی رات حضرت نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو چھ سو پر سونے کے عنایت کئے اس کے بدلے مجھ کو کیا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب ﷺ میرے! تمہارے ایک بال کا درجہ اس کے پروں سے بہتر ہے۔

۱۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ ص 69)



حضرت خالد بن ولیدؓ نے کئی بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ٹوپی میں سیلے تھے اس کی وجہ سے آپ جس بھی کسی لڑائی میں جاتے فتح حاصل ہوتی۔

رُخ انور:

چہرہ مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ و سفید ایسا نورانی تھا جیسے چودھویں رات کا چاند حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں ایک نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا اور ایک نگاہ چاند پر کرتا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک دمک میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ چاند کے مثل تھا حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ:-

”جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پچاننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔“<sup>۱</sup>

حضرت براء بن عازبؓ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔<sup>۲</sup>

حضرت علیؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب صورت ہم نے کسی کو نہیں دیکھا آفتاب ان کے چہرہ میں سما گیا تھا حضرت جیدہ

۱۔ (س م ص 419) (شمال ترمذی)

۲۔ (س م ص 419) (بخاری)

ﷺ نے کہا بی بی ربیع سنا ہم کو اوصاف حضرت محمد ﷺ کے تو انہوں نے کہا:-

اے بیٹا کیا بیان کروں اگر دیکھتا تو حضرت محمد ﷺ کو جیسے آفتاب روشن چمکتا ہے“

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ:- جب حضرت محمد ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کا نور سورج کی روشنی پر غلبہ کرتا اور جب چراغ کے سامنے بیٹھتے چراغ کی روشنی کم ہو جاتی۔

حضور ﷺ حسن و جمال کے بھی نبی ہیں یوں تو ان کی ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔  
مقدس پیشانی:

پیشانی آپ ﷺ کی کشادہ تھی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کا حلیہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کی مقدس پیشانی کشادہ اور چوڑی تھی۔!

قدرتی طور پر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر ایک نورانی چمک تھی جب اندھیری رات میں آپ ﷺ کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔  
محراب ابرو:

آپ ﷺ کی بھوس مبارک ملی ہوئیں جیسے کمان خمدار تھیں آپ ﷺ کی بھوسیں دراز و باریک اور گھنے بال والی تھیں اور دونوں بھوسیں ملی ہوئی معلوم ہوتی

۱- (س م ص 422)۔ (شامل ترمذی)

تھیں اور ان دونوں بھوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔<sup>۱</sup>

آنکھیں مبارک:

آنکھیں مبارک جناب کی بڑی بڑی شرمگین سفیدی میں کچھ سرخی کی جھلک مارتی تھیں پتلی آنکھ کی نہایت سیاہ بینائی اس قدر کہ اندھیرے میں ایسا دکتے جیسے چاند کی اندھیرے چاندنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں گھنی اور دراز تھیں پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔<sup>۲</sup>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کا ایک معجزہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے دن رات اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔<sup>۳</sup>

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے، بھرا ہوا چہرہ تھا اور بغیر گوشت کے ایڑیاں تھیں؛۔“<sup>۴</sup>

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخی مائل سفید رنگ کے

۱- (س م ص 420) (شامل ترمذی)

۲- (س م ص 420) (شامل ترمذی)

۳- (س م ص 420)

۴- (مسلم شریف)

تھے آنکھوں میں سیاہی تھی اور پلکیں لمبی تھیں۔<sup>۱</sup>  
چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ:-

”اے لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیونکہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں“۔<sup>۲</sup>

صاحب مرقاة نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ یہ باب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان معجزات میں سے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں پھر آپ کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات یہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی و غیر محسوس چیزوں کی بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے تھے۔<sup>۳</sup>  
ناک مبارک:

ناک اونچی سیدھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک خوبصورت دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا جو شخص بغور نہیں دیکھتا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔<sup>۴</sup>  
ہونٹ مبارک:

ہونٹ مبارک بہت خوبصورت نہایت باریک سرخ رنگ جیسے مونگے کی

لڑی۔

۱۔ (بدرالد جی فی حقوق خیر الوری ص 422)

۲۔ (س م ص 420، 421)

۳۔ (س م ص 421)

۴۔ (س م ص 421، 422) (شامل ترمذی)

## دانت مبارک:

دانت مبارک موتی کی طرح چمکتے تھے جب کلام کرتے نور جھڑتا اور جو کبھی رات کو مسکراتے تو تمام درود پوار روشن ہو جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رات کو کپڑا سی رہی تھی کہ سوئی ہاتھ سے گر پڑی اور چراغ بھی گل ہو گیا اتنے میں ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اندھیرے کو دیکھ کر مسکرائے تمام مکان ایسا روشن ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوئی بھی اٹھالی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چہرہ کی عجب روشنی ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے ان نجیلوں کے واسطے جو قیامت میں میرا منہ نہ دیکھیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محفل میں میرا نام لیا جائے اور سن کر درود نہ پڑھیں۔

سوئی جو گم ہوئی روشنی ہوئی گئی  
ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے

## آواز مبارک:

باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تھی کہ جو شخص سنتا اس کے دل میں نقش ہو جاتی خوش آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کے تھے کہ سننے سے لوگوں کا دل نہ بھرتا یہ حضرات انبیاء کرام کے خصائص میں سے ہے کہ وہ خوبصورت اور خوش آواز ہوتے ہیں لیکن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء السلام سے زیادہ اور سب سے بڑھ کر خوش گلو، خوش آواز اور خوش کلام تھے، خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ

پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے!  
لعاب دہن مبارک:

لعاب دہن یعنی تھوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کا ایسا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کھاری کنواں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوک کی بوند سے میٹھا ہو گیا ایک روز زم زم کے پانی کا ڈول لوگ بھرا لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی کر کے ڈال دی اسی دم اس میں مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔

ایک بار عتبہ بن فرقد بیمار ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ کا لعاب ان کے بدن سے مل دیا اس دم سے ان کے بدن سے ایسی خوشبو آنے لگی کہ سارے جہاں کی خوشبوئیں اس کے سامنے مدہم ہو گئیں جس بچے کے منہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب لگا دیتے سارا دن اس کا پیٹ بھرا رہتا ماں کا دودھ نہ پیتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غارِ ثور کے اندر سانپ نے کاٹا اس کا زہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آشوب چشم کے لئے لعاب دہن ”شفاء العین“ بن گیا۔

حضرت رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ

گئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

حضرت ابو قتادہ کے چہرے پر تیر لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر اپنا لعاب

دہن لگا دیا تو فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔  
کان مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں بھی معجزانہ  
شان تھی چنانچہ آپ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ

”میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں

ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔“<sup>۱</sup>

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور نزدیک کی آوازوں کو

یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے۔

پُر نور گردن مبارک:

گردن مبارک صراحی دار چاند کی طرح آب و تاب سے چمکتی تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

گردن مبارک نہایت ہی معتدل، صراحی دار تھی خوبصورتی اور صفائی میں نہایت ہی

بے مثل خوب صورت اور چاندی کی طرح صاف و شفاف تھی۔

مقدس دست مبارک:

بازو گول لطیف بغلیں خوبصورت چاند کی طرح چمکتی تھیں اور بالوں سے

پاک و صاف دست مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں ریشم سے زیادہ نرم نور

اور خوشبو سے بھری ہوئیں۔

۱۔ (س م ص 424)

۲۔ (س م ص 422)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پُر گوشت کلاسیاں لمبی بازو دراز اور گوشت بھرے ہوئے تھے۔<sup>۱</sup>

ایک روز حضرت نے اپنا ہاتھ قنابہ ﷺ کے منہ پر پھیرا اسی دن سے چہرہ اس کا ایسا نورانی ہو گیا کہ ہر چیز اس میں چمکتی نظر آتی۔

جس درخت کجھور کو اپنے ہاتھ سے بویا اس میں اسی برس کجھوریں لگ جاتیں اور جس گنجدے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے اسی وقت بال جم جاتے اگر کسی بیمار بے ہوش شخص پر ہاتھ رکھ دیتے وہ اسی دم ہوش میں آجاتا۔

ایک طویل حدیث میں سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:-

”میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھاما اور اپنے منہ پر رکھا

برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا“<sup>۲</sup>

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:- ”میں نے کوئی موٹا یا باریک ریشمی کپڑا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ ملائم نہیں چھوا اور نہ میں نے کوئی خوشبو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر سونگھی“<sup>۳</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی ریشم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر پایا۔<sup>۴</sup>

۱۔ (س م ص 425) (شامل ترمذی)

۲۔ (بدرالدجی فی حقوق خیر الوری ص 411) (بخاری)

۳۔ (مسلم شریف)

۴۔ (س م ص 425، 426) (بخاری)



جس بچے کے سر پر آپ ﷺ اپنا دست اقدس پھیر دیتے وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی نکلا آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ ﷺ کی طرف چھوٹے چھوٹے بچے دوڑ پڑے تو آپ ﷺ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔<sup>۱</sup>

شکم و سینہ:

سینہ مبارک صاف اور فراخ تھا شکم سینہ کے برابر اور سینے سے ناف تک ایک لکیر نرم بالوں کی تھی جس کو سبلی کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا شکم و سینہ مبارک دونوں ہموار اور برابر تھے نہ سینہ شکم سے اونچا تھا اور نہ شکم سینہ سے آپ ﷺ کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا ہاں شانوں اور بازوؤں پر قدرے بال تھے۔<sup>۲</sup>

۱۔ (مسلم) (سیرت مصطفیٰ ص 426)

۲۔ (مسلم ص 426) (شمائل ترمذی)

## مقدس پاؤں مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں چوڑے پُر گوشت ایڑیاں کم گوشت والی تلو اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف پاؤں کی نرم و نزاکت کا یہ عالم تھا ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے میں بہت ہی وقار کے ساتھ قدم شریف کوزمین پر رکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چلنے میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لپیٹی جاتی تھی ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی پُر وقار و سکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہی رہتے تھے۔ قدم مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمکتے تھے کبھی گرد غبار ان پر نہیں پڑتا تھا جب پتھر پر قدم رکھتے اسی دم نرم ہو جاتا اور رنگ بدل جاتا۔<sup>۱</sup>

خوشبو:

خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم میں ایسی تھی کہ جس گلی کوچہ سے تشریف لے جاتے وہ جگہ بڑی دیر تک خوشبو سے ہی مہکتی رہتی یہاں تک ہر کسی کو معلوم ہو جاتا کہ اس طرف سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت کا انتقال ہوا میں نے اپنا ہاتھ سینے مبارک پر رکھا تھا پھر مدت تک جب وضو کرتی یا کھانا کھانے

۱۔ (س م ص 427) (شمال ترمذی)

کے لئے ہاتھ دھوتی تو خوشبو آیا کرتی۔

پسینہ مبارک:

پسینہ حضور ﷺ کا ایسا خوشبودار تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے خادم انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا حالت خواب میں آپ ﷺ کو پسینہ آیا میری ماں اُم سلیم نے ایک شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمانے لگے اُم سلیم تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ اُم سلیم نے یوں عرض کیا

”یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے بچوں کے لئے آپ ﷺ کے عرق

مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں“

آپ ﷺ نے فرمایا:-

تو نے سچ کہا صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے عرق مبارک کو چہرے اور

بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا

ہے میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں میرے پاس کوئی خوشبو

نہیں آپ ﷺ عنایت فرمائیں۔

۱۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ ص 70، 71) (مسلم)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔

دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لیکر حاضر خدمت ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا کر اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔

پس جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس کے گھر کا نام خوشبو والوں کا گھر ہو گیا۔<sup>۱</sup>  
مہر نبوت:

مہر کے معنی ( ختم ) کرنا کے ہیں ابتداء کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان نیچے کی طرف مہر تھی جسے نبوت کہا جاتا ہے یہ وہی تھی جسے بحیری راہب وغیرہ نے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جن کی صفات تورات و انجیل میں ہیں اور جو آخری نبی مبعوث ہونے والے ہیں کتب احادیث میں اس مہر کا تذکرہ اس طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت چکور کے انڈے کی مانند ہے یا چھپر کھٹ کے تلمے کی طرح ظاہر اس سے سمجھا جاتا تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ:

۱۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص 71)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت لے گئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میری بہن کا بیٹا بیمار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر کو دیکھا جو فاختہ کے انڈے جیسی تھی۔<sup>۱</sup>

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔<sup>۲</sup>

لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی جس کا میں صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

”ایک اللہ ہے اس کا جو کوئی شریک نہیں (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جائے گی“

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا راویوں نے اس کی ظاہری شکل و صورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔<sup>۳</sup>

۱۔ (بدرالدجی فی حقوق خیرالوری ص 414) (بخاری)

۲۔ م ص 416 (شماکل ترمذی)

۳۔ م ص 417 (حاشیہ ترمذی)

حضرت ابو زید عمرو بن الخطیب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ میرے قریب آؤ اور میری پشت پر ہاتھ رکھو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر ہاتھ رکھا تو میری انگلیاں مہر پر جا لگیں (راوی نے کہا) اور مہر کیا تھی؟ فرمایا چند بالوں کا مجموعہ۔<sup>۱</sup>

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے ایک تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر (یعنی مہر نبوت) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ کی پشت پر ابھرا ہوا گوشت کا ٹکرا تھا۔<sup>۲</sup>

ان کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے جتنی اور اس جیسی مہر تھی اور کچھ احادیث اور کتب میں ہے کہ مہر فاختہ کے انڈے جیسی تھی اور کچھ میں مہر نبوت چکور کے انڈے کی مانند یا چھپر کھٹ کے تکمے کی طرح ہے۔

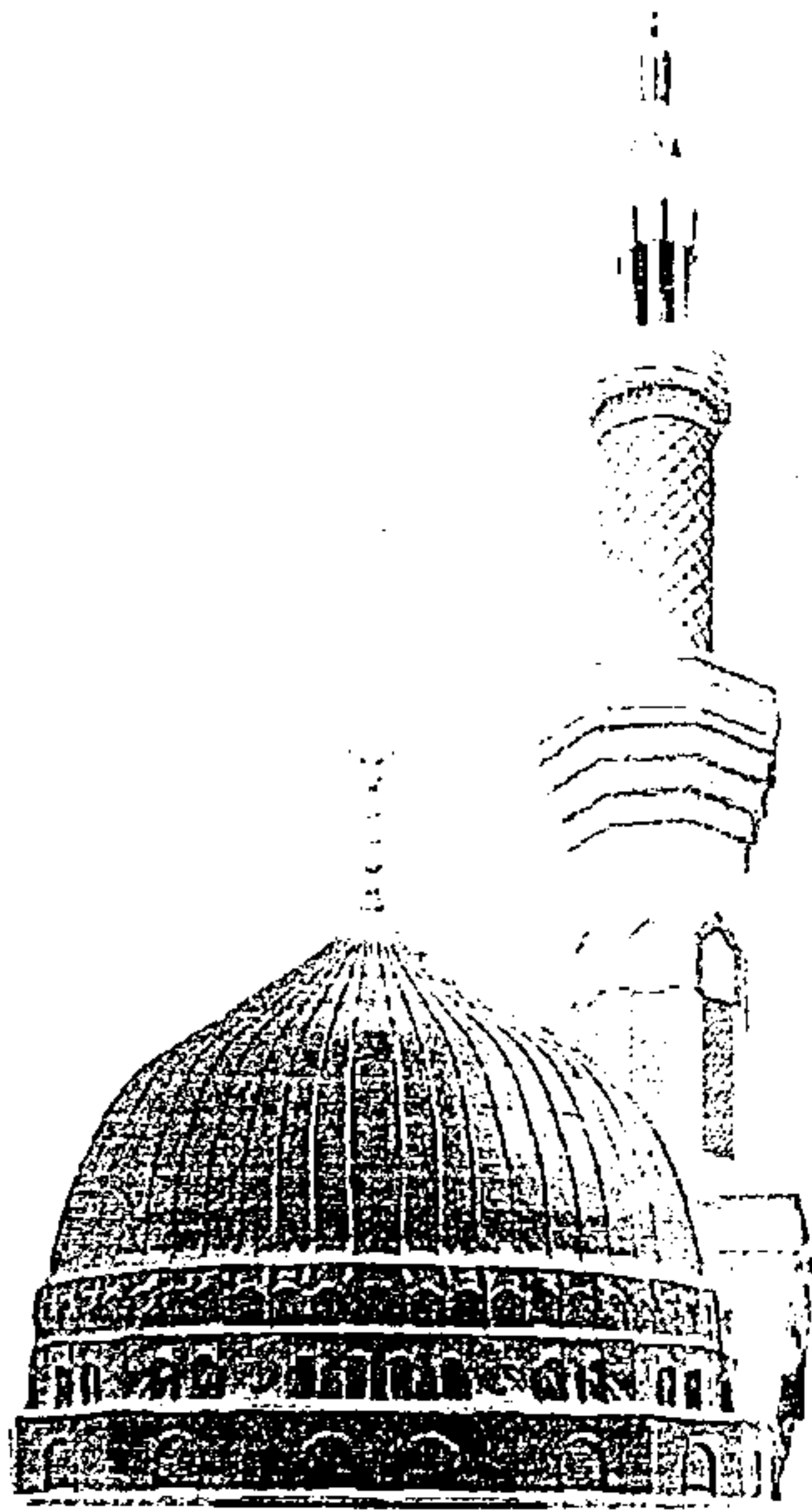
جس پر ہلکے معمولی بال تھے جو چھوٹے چھوٹے ٹلوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اور یہ مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بہت بڑی نشانی تھی اور پھر آخری نبی ہونے کی علامت بھی تھی۔

اس مہر کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے یہ بتلادیا تھا کہ اب نبوتیں ختم ہو چکی ہیں یہی آخری نبی ہیں ان کے بعد نبی یا رسول نہیں ہے اور ان پر ایمان لاؤ۔ کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

۱۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص 414)

۲۔ (شامل ترمذی)

نازش دو جہاں مل جائیں تو  
 مٹ جائیں سب رنج و غم



## بیان تھوڑے سے معجزوں کا

## آسمانی معجزات:

چاند دو ٹکڑے ہو گیا:

سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا کم و زیادہ نہ ہوگا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں ”شق القمر“ کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھائیے اس وقت آپ نے ان لوگوں کو ”شق القمر“ کا معجزہ دکھایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور انگلی کا اشارہ کیا اس دم چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے آپ نے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو سب نے اچھی طرح دیکھ لیا اور باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی گواہی دی مگر کافروں نے اس کو بھی جادو بتایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ان کا بیان یہ ہے کہ:-

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک پہاڑ

کے اوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔



آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ

گواہ ہو جاؤ۔<sup>۱</sup>

سورج پلٹ آیا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم ہے اور نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خیبر کے قریب ”منزل صہبا“ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی حضرت علی رضی اللہ عنہ سر اقدس کو اپنے آغوش میں لیئے بیٹھے رہے یہاں تک کے سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ:-

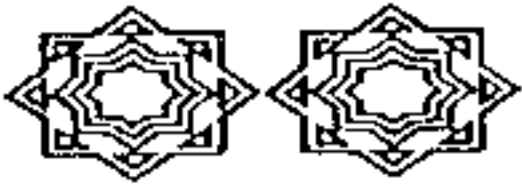
”یا اللہ یقیناً علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھے لہذا تو

سورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نماز عصر ادا کریں“

سورج اسی دم پھر نکل آیا یہاں تک کہ پہاڑوں پر دھوپ چمکی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوب اچھی طرح نماز پڑھ لی۔ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔<sup>۲</sup>

۱۔ (سیرت مصطفیٰ ص 526) (بخاری جلد 2، ص 722، 721)

۲۔ (س م ص 530، 531) (شفاء جلد 1 ص 185 و مدارج انبوة جلد 2 ص 252)



## سورج کا ٹھہر جانا :

حضور ﷺ کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح چلتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا چنانچہ یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے حضور اقدس ﷺ سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کئے جو ملک شام سے مکہ آرہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور بدھ کے دن مکہ آجائے گا۔ چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضرت نے بارگاہ الہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔<sup>۱</sup>

روئے زمین پر ظاہر ہونے والے معجزات

پہاڑوں کا سلام کرنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ دو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس میں سے: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**: کی آواز آتی ہے اور میں نے خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سنا۔<sup>۲</sup>

۱۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ ص 534) (شفاء جلد 1 ص 185)

۲۔ (ترمذی جلد 2 ص 203)

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو پہنچاتا ہوں۔<sup>۱</sup> اشارے سے بتوں کا گر جانا:

ہر شخص جانتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ میں تین سوساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی فتح مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لے گئے اس وقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اور آپ زبان اقدس سے یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے ہی کے قابل تھا:

آپ اپنی چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بغیر چھوئے ہوئے فقط اشارہ کرتے ہی دھم سے زمین پر گر جاتا تھا۔<sup>۲</sup>

پہاڑ کا ہلنا:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو لے کر احد پہاڑ پر چڑھے پہاڑ جوش مسرت میں جھوم کر ہلنے لگا اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوک مار کر یہ فرمایا کہ ”ٹھہر جا“ اس وقت تیری پشت پر ایک پینمبر ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید (حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ہیں۔<sup>۳</sup>

۱۔ (س م ص 566، 567) (ترمذی جلد 2 ص 203)

۲۔ (س م ص 566) (بخاری جلد 2 ص 614)

۳۔ (س م ص 567) (بخاری جلد 1 ص 519)



## مٹھی بھر خاک:

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت مسلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اتر پڑے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کے چہروں پر پھینکی اور فرمایا:-

### ”شاہت الوجوه“

تو کافروں کے لشکروں میں کوئی ایک انسان بھی باقی نہیں رہا جس کی دونوں آنکھیں اسی مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، چنانچہ وہ سب اپنی اپنی آنکھیں ملتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور شکست کھا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

اسی طرح ہجرت کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کافروں پر جب ایک مٹھی خاک پھینکی تو یہ مٹھی بھر مٹی تمام کافروں کے سروں پر پڑ گئی۔

### نباتات کے معجزات

#### خوشہ درخت سے اتر پڑا:

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے یہ کیونکر یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول

۱۔ (س م ص 567) (مدارج جلد 2 ص 57)

ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کجھور کے درخت پر جو خوشہ لٹک رہا ہے اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آجائے تو کیا تم میری نبوت پر ایمان لاؤ گے؟ اس نے کہا ہاں بے شک میں آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر ضرور آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مان لوں گا آپ ﷺ نے کجھور کے اس خوشہ کو بلایا تو وہ فوراً ہی چل کر درخت سے اتر اور آپ ﷺ کے پاس آ گیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ واپس جا کر درخت میں اپنی جگہ پر پیوست ہو گیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی فوراً ہی دامن اسلام میں آ گیا۔

### درخت کی گواہی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آپ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس اعرابی نے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا چنانچہ آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اس نے با آواز بلند تین مرتبہ آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا تو وہ درخت چلتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہ اقدس میں آ کر کہا۔ ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان

۱۔ (س م ص 568) (ترمذی جلد 2 ص 203)

ہو گیا اور جوش عقیدت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں آپ نے اس کو اس کی اجازت دے دی چنانچہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں مبارک چوم لئے۔<sup>۱</sup>

چھڑی کی روشنی ہو گئی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو صحابی حضرت اسید بن حضیر اور عباس بن بشرہ رضی اللہ عنہما اندھیری رات میں بہت دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے رہے جب یہ دونوں بارگاہ رسالت سے اپنے گھروں کے لئے روانہ ہوئے تو ایک کی چھڑی خود بخود روشن ہو گئی اور وہ دونوں اس چھڑی کی روشنی میں چلتے رہے جب کچھ دور چل کر دونوں کے گھروں کا راستہ الگ الگ ہوا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشن ہو گئی اور دونوں اپنی اپنی چھڑیوں کی روشنی کے سہارے سخت اندھیری رات میں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔<sup>۲</sup>

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی رات سخت اندھیری تھی اور آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی بوقت روانگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے

۱۔ (س م ص 568، 569)

۲۔ (س م ص 570) (ب. ذ. ی.)

انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلا خوف و خطر اپنے گھر جاؤ یہ شاخ تمہارے ہاتھ میں ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے اس کو مار کر گھر سے نکال دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو نبی حضرت قتادہ کا شانہ نبوت سے نکلے وہ شاخ روشن ہو گئی اور وہ اس کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے آپ نے فرمان نبوت کے مطابق اس کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔<sup>۱</sup>

لکڑی تلوار بن گئی:

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ ”تم اس سے جنگ کرو“ وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار جنگ اُحد کے دن ٹوٹ گئی تھی تو ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کی شاخ دے کر ارشاد فرمایا کہ:

”تم اس سے لڑو“ وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک براق تلوار بن گئی حضرت عبداللہ کی اس تلوار کا نام ”عرجون“ تھا اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کا نام ”عمون“ تھا یہ دونوں تلواریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ کے

۱۔ (س م ص 570، 571)

تصرفات کی یادگار تھیں۔<sup>۱</sup>

رونے والا ستون:

ایک لکڑی کا ستون مدینہ طیبہ میں تھا مسجد نبوی میں پہلے منبر نہیں تھا کھجور کے تنے کا ایک ستون تھا جس پر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے انصار میں سے کسی مرد یا عورت نے کہا کہ کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر نہ بنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو انہوں نے منبر بنا دیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے تو اس کھجور کے تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا اور بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ستون اس قدر زور زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ جوش میں آکر یہ گر کر پھٹ جائے اور اس کے رونے کی آواز کو مسجد نبوی کے تمام مصلیوں نے اپنے کانوں سے سنا ستون کی گریہ وزاری کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر آئے اور ستون کو تسکین دینے کے لئے اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینہ سے لگا لیا تو وہ ستون اس طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگا جس طرح رونے والے بچے کو جب چپ کرایا جاتا ہے تو وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگتا ہے بالآخر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ سکون پا کر خاموش ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ستون کا یہ رونا اس بنا پر تھا کہ یہ پہلے اللہ کا ذکر سنتا تھا اور اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔<sup>۲</sup>

یہ کھجور کا تنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم برداشت نہ کر سکا اور اس نے

۱۔ (س م ص 571) (مدارج النبوة جلد 2 ص 123)

۲۔ (س م ص 571، 572) (بخاری جلد 1 ص 281)





رونا شروع کر دیا۔

## معجزات حیوانات کے

### ہرنی کی فریاد:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آواز آئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اور شکاری پڑا سوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ کیا کہتی ہے تو ہرنی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس شکاری نے باندھ رکھا ہے اور اس پہاڑ پر میرے بچے بھوکے رو رہے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیری کے لئے چھوڑ دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کر آ جاؤں گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اس ہرنی کو کھول دیا ادھر تو وہ ہرنی دودھ پلانے لگی اور ادھر وہ شکاری جاگا اور پوچھا میری ہرنی کہاں گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے لگی ہے ہم نے چھوڑ دیا ہے وہ ابھی دودھ پلا کر واپس آتی ہے شکاری نے کہا جنگل کا جانور بھی کبھی چھوٹا ہوا آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو کیا ہوتا ہے اس عرصہ میں دیکھا کہ ہرنی اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لے کر آ رہی ہے شکاری نے جو دیکھا کہ ہرنی آ گئی ہے حیران ہو گیا اور پڑھنے لگا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اور اس تمنا میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خوش ہو جائیں ہرنی کو معہ بچوں کے

چھوڑ دیا اب ہر فی معہ بچوں کے ساتھ کودتی اچھلتی پھرتی اور کہتی تھی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد:

ایک بار حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ کھڑا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا کہ جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلا نے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ ﷺ نے قریب جا کر اس کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟

لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا آپ ﷺ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے لہذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر تکلیف دیتے ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک اونٹ نے حضور ﷺ کو سجد کر کے عرض کیا میرا مالک مجھ پر بہت زیادہ بوجھ لادتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے حضور ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر اس کی سفارش کر دی کہ اس پر بوجھ کم لادا کرو اور پیٹ بھر کر چارہ دیا کرو۔

۱۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ ص 574، 575) (ابوداؤد جلد 1 ص 352)

## شیر کی نیکی:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام جس کا نام سفینہ تھا کہیں جا رہا تھا جنگل میں پہنچ کر راستہ بھول گیا جنگل میں شیر ملا سفینہ نے فرمایا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور راستہ بھول گیا ہوں شیر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی گردن اور دم ہلا کے آگے ہو گیا یہاں تک کہ راستے پر لا کھڑا کیا اور آہستہ آہستہ کچھ بولا اور سلام کیا اور چلا گیا۔ سبحان اللہ

## جانوروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا:

ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر ایک باغ میں گئے وہاں بکریوں نے آن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہیں ہم پر تو آپ کی تعظیم زیادہ واجب ہے حکم ہو تو ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں فرمایا کہ سوائے خدا کے کسی اور کو سجدہ کرنا نہ چاہیے اگر درست ہوتا تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا کہ یا رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ لوگوں کو کتے کی طرح کاٹتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:  
 ”مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے“ یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر اپنے گردن ڈال دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا آپ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم ہو گیا اور  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی وہ اونٹ حضور کی برکت سے نہایت  
 ہی سیدھا ہو گیا۔

دودھ نہ دینے والی بکری نے دودھ دیدیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نو عمر لڑکا تھا اور مکہ میں  
 کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ  
 اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی پلاؤ میں نے عرض کیا  
 کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان  
 بکریوں کا دودھ پلا سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی  
 ہے میں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ میں لے آیا  
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے  
 تھن کو اپنا مبارک ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دودھ دوہا پہلے خود پیا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا حضرت  
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد مجھے بھی پلایا۔ پھر آپ نے اس  
 بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا اے تھن تو سمت جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن

ہو گیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کا بہت بڑا دخل ہے۔

بھیڑیے کی نیکی چرواہے کے ساتھ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک چرواہا جنگل میں بکریوں کو چرارہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن چرواہے نے بھیڑیے پر حملہ کیا اور اس سے بکری کو چھین لیا تو بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ!

”اے چرواہے اللہ نے مجھے رزق دیا تھا تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا“

چرواہے نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم آج سے زیادہ میں کبھی حیرت میں نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی ایسا منظر دیکھا کہ ایک بھیڑیا مجھ سے عربی زبان میں کلام کرتا ہے پھر بھیڑیا کہنے لگا اے چرواہے۔

”اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریوں کو چرواہا ہے اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ والا کوئی نبی نہیں آیا اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شان جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے کاش تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر

اللہ کے لشکروں کا سپاہی بن جاتا“

چرواہے نے بھیڑیے کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیے نے جواب دیا کہ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی حفاظت کروں گا چنانچہ چرواہے نے بکریوں کو بھیڑیے کی حفاظت میں دیدیا اور بھیڑیے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا چرواہے نے بھیڑیے کے کلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ اور تم اپنی بکریوں کو زندہ سلامت پاؤ گے چنانچہ جب واپس آیا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔<sup>۱</sup>

کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

کی بھیڑیے نے دشت میں گلے کی حفاظت

چرواہا بھی ہونے لگا تر بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

۱۔ (س۔ ص 576)۔ (زرقاتی جلد 5 ص 135 تا 136)

## محسن انسانیت کے معجزات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کچھوروں سے قرض ادا کرنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد یہودیوں کے قرض دار تھے اور وہ قرض ادا کرنے سے پہلے ہی جنگ اُحد میں شہید ہو گئے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد قرض چھوڑ گیا اور میرے پاس صرف کچھور کی فصل ہے کئی سال کی کچھوریں بھی اس قرض کے لئے کافی نہیں ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائیں تاکہ قرض لینے والے مجھ پر کوئی بدزبانی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لائے تو کچھوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھور کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کا چکر لگایا اور دعا فرمائی پھر دوسرے ڈھیر پر بھی ایسا ہی کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا اس ڈھیر میں سے اپنا اپنا حق لیتے جاؤ ان کچھوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کچھوریں قرض داروں کو دی گئی اتنی ہی بچ رہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمادی۔<sup>۱</sup>

ایک پیالہ دودھ کا:

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے

۱۔ (س م ص 580، 581) (بخاری جلد 1 ص 505 علامات النبوة)

قرآن پاک کی ایک آیت دریافت کی ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلا دیں مگر انہوں نے چلتے ہوئے آیت بتادی اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسی راستے سے گزرے ان سے بھی انہوں نے ایک آیت کا مطلب دریافت کیا مقصد وہی تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلائیں گے مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چل دیئے پھر اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابو ہریرہ کے چہرہ کو دیکھ کر جان لیا کہ یہ بھوکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ تم بھوکے ہو انہوں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ساتھ کر لے کر اپنے گھر پہنچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک ہی پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور تمام اصحاب صفہ کو بلاؤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی دودھ کا پیالہ ہے اس دودھ کا سب سے زیادہ حق دار تو میں ہوں اگر یہ دودھ مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی اب دیکھتے ہیں اصحاب کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے مجھے کچھ ملتا ہے یا نہیں اس کے دل میں بار بار یہی خیالات آرہے تھے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لہذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے یہ لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ”تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ دودھ پلاؤ“

چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا جب سب نے شکم بھر کر پی لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابو ہریرہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم باقی ہیں آؤ بیٹھو اور تم پینا شروع کر دو انہوں نے پیٹ بھر کر دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور پیو چنانچہ انہوں نے پھر پیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو یہاں تک

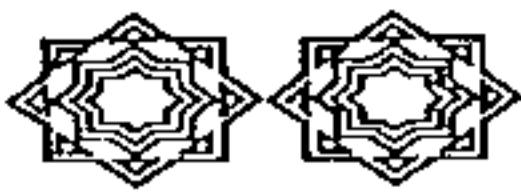


کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل بھی گنجائش نہیں رہی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے لیا اور جتنا دودھ بیچ گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کر کے پی لیا۔<sup>۱</sup>  
 اُم سلیم کی روٹیاں برکت سے زیادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز موجود ہے؟

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کمزور آواز سنی ہے مجھے اس میں بھوک معلوم ہوتی ہے تو اس نے کہا ہاں تو اُم سلیم نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور پھر اپنی اوڑھنی نکالی اس میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں میں وہاں گیا تو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ بیٹھے ہیں میں وہاں پہنچ کر خاموش کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تجھ کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض کیا جی ہاں یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھے اور حضرت ابو طلحہ کے مکان میں تشریف لے گئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر بی بی اُم سلیم کو یہ خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں ابو طلحہ نے اُم سلیم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے جو ان کو کھلائیں اُم سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر

۱۔ (س م ص 583، 584) (بخاری جلد 2 ص 955، 956)



جانتے ہیں ہم کیوں فکر کریں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہوا وہ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کا چورہ بنایا گیا اور حضرت ام سلیم نے اس چورہ پر بطور سالن کے گھی ڈال دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کرنی تھی وہ دعا کی ان چند روٹیوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب پیٹ بھر کر کھاتے اور جاتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی آدمیوں نے خوب پیٹ بھر کر کھا لیا۔<sup>۱</sup>

حضرت جابر کی دعوت میں برکت:

غزوہ خندق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ان کی بی بی نے پونے تین سیر جو کا آٹا تیار کیا جس وقت گوشت دیگ میں چڑھا دیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا سامان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو چار صحابہ کرام کے سمیت تشریف لے چلیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باواز بلند ہو کر پکار دیا اور تمام اہل خندق سے کہہ دیا کہ آج جابر نے یہاں سب کی دعوت کی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم چلو اور میں جب تک نہ پہنچوں چولھے سے دیگ نہ اتارنا اور نہ ہی روٹی پکانا

۱۔ (س م - ص 579، 580) (بخاری جلد 1 ص 505 علامات نبوت و بخاری جلد 2 ص 989)

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھوڑا عاب دہن دیگ میں اور خمیر میں ڈال دیا اور حکم دے دیا کہ دس دس آدمیوں کو اکٹھا کر کے کھلاتے جاؤ۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اس لشکر کے تمام آدمی جو کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے سب شکم سیر ہو کر کھا گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیگ کو دیکھا تو خدا کی قسم اسی طرح بھری ہوئی جوش مارتی تھی اور آٹا جتنا تھا اسی قدر برتن میں بھرا ہوا نظر آتا ذرا بھی کم معلوم نہیں ہوتا تھا۔

انگلیوں مبارک سے چشمہ جاری:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ پر تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا وضو کے لئے پانی تلاش کیا گیا لیکن نہ مل سکا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا برتن لایا گیا آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی کے چشمے جاری تھے لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ سب سے آخری نے بھی وضو کر لیا اور ان کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔

### معجزات شفاء امراض

گونگا بولنے لگا:

ایک عورت ایک شخص کو لائی جو پیدائشی ہی گونگا تھا اور ایک لفظ کبھی بھی اس

اصحیح بخاری شریف:



زبان سے نہیں نکلا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ میں کون ہوں تو وہ گونگا کہتا ہے۔

: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ:

بجان اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری جاتی رہی:

ایک مرتبہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہت بیمار ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کر کے ایک ٹھوکری اسی دم اچھے ہو گئے پھر وہ بیماری کبھی نہ ہوئی۔

زخمی اچھا ہو گیا:

اسحاق روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کی لڑائی میں خبیب رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان میں ایسی تلوار لگی کہ آدھا بدن لٹک پڑا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدن کو سیدھا کیا اور اس پر دم کر کے تھوک دیا اسی وقت زخم اچھا ہو گیا پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے زخمی کرنے والے کو جا کر اسی دم قتل کر دیا۔

سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو گیا:

جب غاثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد کی شدت بہت محسوس ہونے لگی تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور زہر کا اثر ختم ہو گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ گھوڑے سے کبھی نہ گرے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے گھوڑے پر بیٹھا نہیں جاتا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ سے گھوڑے پر نہیں بیٹھا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مبارک مارا اور دعا کی جب سے وہ گھوڑے پر خوب اچھے سے بیٹھنے لگے اور کبھی نہ گرے۔

کتے کا پلانکل کر چلا گیا:

ایک عورت اپنے دیونے لڑکے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بچے پر صبح و شام جنون کا دورہ پڑتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اس وقت اس نے قے کی ایک کالا سا جانور جیسے کتے کا پلانکل کر چلا گیا لڑکا اسی دم اچھا ہوشیار ہو گیا۔

حضرت قتادہ کی آنکھ کا زخم اچھا ہو گیا:

جنگ احد کی لڑائی میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے ایسا تیر لگا کہ آنکھ نکل پڑی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کو اسی جگہ پر رکھ دیا اس وقت آنکھ اچھی ہو گئی اور دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوب صورت ہو گئی۔

## جنات کے معجزات

جنوں کا سلام اور پیغام دینا:

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں سے ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان اشعار کا یہ مطلب تھا کہ!

اے سوارو! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی۔

(یقیناً یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی)۔

جن سانپ کی شکل میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کجھور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک بہت بڑے کالے رنگ کے سانپ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کیا لوگوں نے ان کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اپنا سراں نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کے پاس کر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا اس کے بعد اسی جگہ سے وہ سانپ غائب ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا لیکن یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا فلاں سورہ میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا میں نے اس کو وہ آیتیں بتادی اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔<sup>۱</sup>

سُبْحَانَ اللَّهِ

۱۔ (ص ۵۹۷)

## وصالِ باکمال

جب تریسٹھ برس کی عمر شریف رسول خدا ﷺ کی ہوئی بارہ روز بخار اور سر کے درد سے بیمار رہے یہ سردرد اور بخار آپ ﷺ کو اس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ 28 صفر 11ھ بروز سوموار رسول اللہ ﷺ کسی جنازے کے لئے جنت البقیع میں تشریف لے گئے واپسی پر راستے میں سردرد شروع ہو گیا اور حرارت (بخار) اتنی تیز ہو گئی کہ سر پر بندھی پٹی کے اوپر سے محسوس کی جانے لگی یہ آپ ﷺ کے مرض الموت کا آغاز تھا اس عرصہ میں جبرائیل امین کئی بار حال پوچھنے کو آئے اور جنت کا انار لاکر دیا جب حضرت محمد ﷺ نے ہاتھ میں لیا انار خود بخود بولنے لگا سبحان اللہ سبحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری کے دنوں میں خاص اصحاب کو حضرت محمد ﷺ نے مکان میں بلوایا اور نہایت محبت سے ہماری بے کسی پر نظر کر کے رونے لگے اور فرمایا:-

اے لوگو خدا تمہارا دین و ایمان سلامت رکھے اور خوش رہو اب تمہارے بچھڑنے کے دن پاس آن پہنچے اصحاب یہ حال سنتے ہی زار و زار روئے۔

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت دن بہ دن خراب ہوتی جا رہی تھی اس دوران آپ ﷺ ازواج مطہرات سے پوچھتے رہتے تھے کہ کل میں کہاں رہوں گا؟ میں



کل کہاں رہوں گا؟ اس سوال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقصود تھا ازواج مطہرات اسے سمجھ گئیں چنانچہ انہوں نے اجازت دی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہو گئے اور حیات مبارکہ کا آخری ہفتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی گزرا۔

منقول ہے کہ ایک دن جبرائیل آئے اور کہا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجا اور مزاج کا حال پوچھا ہے اور حکم ہوا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں رہنے کی خوشی ہو تو تندرستی عنایت کروں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزاج تو بہت ناساز ہے مگر ہر صورت میں اپنے رب کا فرمانبردار رہوں گا جہاں خدا رکھے وہیں رہنے کو تیار ہوں۔

روایت ہے کہ بیماری کی حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر اپنی وفات کا حال سنایا فاطمہ رضی اللہ عنہا زار و زار رونے لگیں اور کہا:-

عشق کا پیالہ میرا الٹ جائے گا اب جدا ہو جائے گا رب کا حبیب یہ رونا اور بیقراری بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ کر پھر آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو سب سے پہلے تم ہی میرے پاس آؤ گی تب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں۔

روایت ہے کہ بیماری کے دنوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس لونڈی غلام آزاد کئے اور سات اشرفیاں تقسیم کروائیں جو کچھ تھا سب راہ خدا میں دے دیا اور ہمیشہ جماعت سے مسجد میں نماز پڑھتے رہے مگر تین روز جب بخار اور سردرد کی بہت شدت ہوئی تو مسجد میں نہیں آئے اور حکم دیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا دیں حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ نرم دل ہے ان سے آپ کا مقام خالی نہیں دیکھا جائے گا پھر حکم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا دیں۔ غرض کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم سنایا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے مقام خیر الامام کو خالی دیکھ کر اتنا روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

الغرض جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے رونے کی آواز کان مبارک میں پہنچی آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ یہ غل کیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو صبر کرو کوئی پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا۔

حدیث میں ہے کہ ان دنوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا افاقہ ہوا دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور جماعت میں شامل ہوئے۔

نظم المرجان میں ہے کہ انتقال سے تین روز پہلے مکان سے باہر تشریف لائے اس وقت سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی اور چہرہ زرد تھا مسجد میں آن کر منبر پر رونق افروز ہوئے۔

بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ندا کرے کہ سب لوگ جمع ہو کر آخری ذکر سن جاویں بلال رضی اللہ عنہ زار و زار روتے ہوئے شہر میں پکارے کہ اے لوگوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری وصیت کے لئے بلا تے ہیں۔

یہ آواز سنتے ہی سب لوگ اس طرح سے دوڑے کہ مکانوں کے دروازے

بھی بند نہیں کئے اور بازار بھی کھلا رہا تمام مسجد بھر گئی کہیں جگہ باقی نہ رہی اور عورتیں بھی کوٹھوں پر چڑھ گئیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھایا اور فرمایا اے مسلمانوں میں نے تم کو خدا کو سونپا وہ تمہارا مددگار رہے گا مگر تقویٰ کو خوب پکڑنا اور خدا کی بندگی کبھی مت چھوڑنا۔

مشکوٰۃ میں ابوسعیدی حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری کے دنوں میں ایک روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہم لوگ مسجد میں جمع تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا قسم ہے خدا کی اس وقت میں دیکھتا ہوں حوض کوثر کو اس اپنی جگہ سے پھر فرمایا کہ ایک بندہ کے سامنے پیش کی گئی ہے دنیا اور اس کی تمام رونقیں سو اس بندے نے پسند کیا آخرت کو قبول نہیں کیا دنیا کو یہ بات کوئی نہ سمجھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روتے تھے۔

حضرت ابوسعیدی حذری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا ہم اپنے ماں باپ سمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اس پر ہمیں تعجب ہوا لوگوں نے کہا اس بوڑھے کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، نیکن بعد میں واضح ہوا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ صاحب علم تھے۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زانوں پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور چہرہ زرد کیا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پکارا کچھ جواب نہ

اصحیح بخاری شریف:

دیا پھر کہا بابا جان فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جان قربان ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ذرا آنکھیں کھولو اور مجھ سے بولو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بے قراری دیکھ کر پاس بلا یا اور چھاتی سے لگایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صبر دیا اتنے میں صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ بھی آئے اور حضرت کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے ہم اب نانا کس کو بلائیں گے پیار کر کے کون اب بٹھلائے گا۔

روایت ہے کہ دو دن جبرائیل علیہ السلام مزاج پوچھنے کو آئے تیسرے دن مزاج پوچھ کر عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے آج ملک الموت کو حضور میں بھیجا ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہووے فرمایا آنے دو پس جبرائیل الوداع الوداع کہتے ہوئے اٹھے،

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

آج سے پیغام لے کر دنیا میں میرا آنا بند ہو چکا پھر ملک الموت دروازے پر حاضر ہو کر پکارے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ

اجازت ہو تو اندر آؤں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بہت بیمار ہے ملنے کی فرصت نہیں پھر اذن مانگا وہی جواب دیا تیسری بار ایسی ڈرونی آواز سے اجازت مانگی کہ سننے والوں کا بدن کانپ گیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھول کر پوچھا کون ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ملک الموت دروازے پر کھڑا ہے اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے فرمایا اے فاطمہ : ملک الموت کو اندر آنے دو یہ ہے لذتوں کا مٹانے والا، راحتوں کو لوٹنے والا، بچوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اے جانِ پدر مت روتیرے رونے سے عرش کے فرشتے روتے ہیں۔

مشکوٰۃ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے جبرائیل نے عرض کیا یا محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو خاص آپ کی بزرگی کے واسطے بھیجا ہے اور مزاج پوچھا ہے فرمایا تکلیف ہے اور امت کے دین کی طرف سے غمگین ہوں۔

پھر دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام آئے اور مزاج پوچھا وہی جواب پایا پھر تیسرے روز آئے اور مزاج پوچھا اسی طرح فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اسمعیل علیہ السلام فرشتہ بھی ایک لاکھ فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو ایک فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتوں کا سردار تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسمعیل علیہ السلام فرشتہ کا حال پوچھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا پہلے آسمان کے فرشتوں کا افسر ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت بھی حاضر ہے آنے کی اجازت مانگتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی سے اجازت نہیں مانگے گا فرمایا اچھا آنے دو پس ملک الموت نے آن کر سلام کیا اور کہا۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع کر کے بھیجا ہے حکم ہو تو قبض روح کروں ورنہ واپس جاؤں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح قبض کرنے آئے ہو کہا ہاں اس کا مجھ کو حکم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کی طرف دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا اشتیاق ہے۔

تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا اچھا اپنا کام کرو! سو ملک الموت نے روح مبارک کو قبض کیا اس وقت مکان کے کونہ سے خضر علیہ السلام کی آواز آئی:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اللہ تعالیٰ کے دین اور کتاب میں تعزیت اور تسلی ہے خدا تم کو صبر کا اجر دے روایت ہے کہ آخر کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو نماز کی نگہبانی کرنا اور اللہ کے خوف سے بیبیوں اور غلاموں اور نوکروں پر ظلم مت کرنا اور جب ملک الموت قبض روح کے واسطے حاضر ہوئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک سے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور پیالہ پانی کا سامنے رکھا ہوا تھا بار بار اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور منہ پر ملتے تھے اور دعائیں گتے تھے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور

اللَّهُمَّ رَفِيقَ الْأَعْلَى کہتے ہوئے جنت کو سدھارے

،، إنا لله وإنا إليه راجعون ،،

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر ڈال دی تب ملک الموت بھی روئے اور کہا واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر نہ تھے جب آئے تو چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور پیشانی کو چوم لیا اور کہا ہائے میرے نبی ہائے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے خلیل اور اہل بیت اور اصحاب کے صدمہ کا بیان کیا ہو سکے غم کے مارے دیوانہ ہو گئے اور کچھ جنگل کو چلے گئے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سن ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چپ لگ گئی۔

نہایت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جذبہ میں آگے ننگی تلوار لے کر کہتے جو کوئی کہے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا قتل کر ڈالو لگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو کہا کہ چلو ام ایمن کے پاس۔ پس جب پہنچے ام ایمن کے پاس وہ رونے لگیں تب کہا دونوں صاحبوں نے کیوں روتی ہو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے پاس سب کچھ بہتر ہے ام ایمن بولیں کہ یہ میں جانتی ہوں جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے انکے واسطے مگر میں تو اس لئے روتی ہوں کہ اب وحی کا آنا آسمان سے بند ہو گیا یہ بات سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ زار و زار رونے لگے اسی طرح ہر ایک امیر و غریب مرد و عورت اہل ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روتے تھے۔

غرض کونسا سادل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں غمزدہ نہ ہو اور کونسی سی آنکھ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے نہ روئی ہو آدمیوں کا تو کیا جانوروں کا یہ حال ہوا کہ آپ کی سواری کی اونٹنی نے مارے غم کے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تہجد کی نماز کو اٹھیں تو اونٹنی نے پکار کر سلام کیا اور کہا اے بی بی جب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی جنت کو سدھارے میں نے نہ چارا کھایا نہ پانی پیا اور اب میں تمہارے باپ کے پاس جاتی ہوں۔ جو کچھ پیغام یا سند جیسا کہنا ہو فرمائیے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور اس کو گلے سے لگایا اسی دم اونٹنی نے انتقال کیا جب صبح ہوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کفن دے کر دفن کروایا سات روز کے بعد لوگوں نے کھود کر دیکھا تو کہیں اس کا پتہ نشان نہ پایا۔

دراصل حضرت محمد ﷺ دو جہانوں کے بادشاہ اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے قیامت تک کے لئے اپنی امت سے پردہ کیا ہے سایہ تو پہلے ہی خدا کے پاس تھا اب اپنے رب کو قرار دینے کے لئے انکے پاس ہیں پہلے دنیا میں اپنی امت کے غم و فکر میں ساری ساری رات عبادت اور ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے گزار دیتے تھے پہلے زمین پر اپنے رب سے تھوڑا سا دور تھے اور اب وہ وہاں آسمان پر اپنے رب کے پاس ہیں یا پھر یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اپنے رب کی بارگاہ رحمت میں اپنی امت کے گناہوں کو بخشوا رہے ہیں۔

دنیا میں بھی میرے نبی ﷺ کو اپنی امت کی فکر تھی اور آخرت میں بھی میرے نبی ﷺ کو صرف اپنی امت کی فکر ہوگی اور سنا ہے کہ میرے نبی ﷺ قیامت کے دن بھی اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک میری ساری امت جنت میں نہ جائے گی۔ سبحان اللہ

لاڈلے نبی ﷺ کی لاڈلی امت  
 آخری نبی ﷺ کی آخری امت  
 نہ سایہ ہتا نبی ﷺ کا زمین پر  
 نہ سایہ ہے گنبد خضرا کا زمین پر



## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اپنا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امت مسلمہ بڑی مشکلات کا شکار ہو گئے اسلام کے دشمن اس طرح کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کے دشمن اسلام کے خلاف مسلسل سازشیں کرتے رہتے تھے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کی یہ سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انہیں مخالفت اسلام کا سنہری موقع مل گیا تھا۔

ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین بھی نہ ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے درمیان جانشینی کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا ان کی چال کے مطابق انصار کی ایک جماعت قبیلہ خزرج کے سردار سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کے مکان کے متصل سقیفہ بنو ساعدہ کے میدان میں اکٹھی ہوئی انصار نے جمع ہو کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو جانشین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنانے کا ارادہ کیا وہ انصار کی خدمات اسلام کی وجہ سے خلافت پر اپنا حق فائق سمجھتے تھے لیکن انصار کا دوسرا قبیلہ اوس اس پر مطمئن نہ تھا کیونکہ وہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن رہ چکے تھے اس کے علاوہ انصار کو اس بات کا احساس بھی تھا کہ مہاجرین قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کریں گے اس طرح خلافت کا نازک

مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی انصار کے درمیان خلافت کا یہ مباحثہ جاری تھا کہ یہ خبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہاجر صحابہ تک پہنچی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے لئے مسجد نبوی میں جمع تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کو ساتھ لے کر فوراً سقیفہ بنو ساعدہ پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کے درمیان تفرقے کا اندیشہ تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد سیاسی فراست سے کام لیتے ہوئے یہ حدیث پیش کی۔

”امام قریش سے ہوں گے“ اس سے انصار کے جذبات ٹھنڈے ہوئے پھر آپ نے موقع کی نزاکت کے مطابق فرمایا۔

”مجھے تم لوگوں کے فضائل و مناقب اور تمہاری اسلامی خدمات سے انکار نہیں لیکن عرب قریش کے علاوہ کسی کی سیادت قبول نہیں کر سکتے پھر مہاجرین تقدم فی الاسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاندانی تعلق کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ موجود ہیں جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو“۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً آگے بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور فرمایا۔

”ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا آپ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہ دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ ہیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب تھے“

۱۔ (صحیح بخاری جلد 1، ص 518)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور فرمایا۔

”آپ مہاجرین میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی امامت فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون شخص اس بات کا مستحق ہے کہ اسے خلافت کی اہم ذمہ داریاں سونپی جائیں بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد، بنو اوس بھی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے حاضرین میں سے سوائے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

اس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُمت کا خلیفہ بنا لیا گیا اس کے بغیر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین بھی ممکن نہ تھی سارے امور نمٹانے کے لئے امیر کا ہونا لازمی امر تھا جو اس کام کو خود سرانجام دیتا اور یہ سارا اختلاف ایک بات پر ختم ہوا جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔

”یہ معاملہ (امارت) ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے دو بھی

باقی ہیں“۔

منگل کے روز یعنی اگلے دن جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ خاکی مبارک کو غسل دینے کا ارادہ فرمایا تو یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کپڑوں سمیت غسل دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کپڑوں کے بغیر صرف اوپر کوئی چادر بطور پردہ ڈال کر غسل دیا جائے اسی اثنا میں تمام لوگوں پر نیند غالب آگئی اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے نیند کی وجہ سے لگ گئیں کسی کلام کرنے والے نے ان سے کلام کیا جس کو یہ نہیں

اصحیح بخاری شریف:



جانتے تھے کہ وہ کون تھا اس نے کہا کہ:-

”آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو“<sup>۱</sup>

چونکہ آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیعت اور اہل خاندان کریں اس لئے یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی چنانچہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم مل کر آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوش محبت اور فرط عقیدت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔<sup>۲</sup>

صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا اور قمیض کو اپنے ہاتھوں سے ملتے تھے آپ کو غسل دینے والوں میں آپ کے اہل بیعت کے لوگ ہی شامل تھے۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیعت اور اہل خاندان کریں گے۔

جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے دو اجزادگان فضل قثم، رسول اللہ ﷺ کے آزادہ غلام شقران اسامہ بن زید اور اوس خولی رضی اللہ عنہ تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کی کروٹ بدل رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی، غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا

۱- (بدرالاجبی فی حقوق خیرالوری ص 322، 323)۔ (ابوداؤد، کتاب الجنائز)

۲- (سیرت مصطفیٰ ص 405) (مدارج النبوة جلد 2 ص 438، 439)

کفن بنایا گیا ان میں گرتا اور عمامہ نہ تھا۔<sup>۱</sup>

نمازِ جنازہ:

صحابہ کرام نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ کیسے پڑھایا جائے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

° کہ آپ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر درود و سلام پڑھو

پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے اور اس کے بعد بچوں نے حجرہ مقدسہ کے اندر جا کر درود و سلام پڑھا باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور درود و سلام پڑھ کر چلے آتے تھے۔

قبر مبارک:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر شریف تیار کی جسم اطہر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر مبارک میں اتارا۔<sup>۲</sup>

لیکن ابوداؤد کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی قبر مبارک میں اترے تھے۔<sup>۳</sup>

صحابہ کرام میں یہ اختلاف رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا جائے اور کچھ نے رائے دی

۱۔ (س م، ص 405) (بخاری جلد 1 ص 165)

۲۔ (س م، ص 405) (مدارج النبوة جلد 2 ص 442)

۳۔ (س م، ص 406) (ابوداؤد جلد 2 ص 458)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے قبرستان میں دفن کیا جائے اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ حضرت عائشہ کے حجرہ مبارک میں آپ کی قبر تیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں مدفون ہوئے۔



## رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے

ماہ رمضان المبارک اوّل سے آخر تک برکتوں کا مہینہ ہے اس کی ابتداء میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے یہ صبر کا ماہ ہے اور اس صبر کا ثواب جنت ہے یہ مہینہ رزق میں برکت کا ماہ ہے یہ ماہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کا ماہ ہے اس ماہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص عنایات کرتا ہے اور اس ماہ بے حساب گناہ بخشے جاتے ہیں یہ گناہوں سے توبہ کرنے کا مہینہ ہے۔

رمضان المبارک میں تو روایت، زبور اور انجیل کا نزول ہوا اور اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک نازل ہوئی یہ ماہ بڑی بزرگی اور عظمت کا ہے۔ رمضان المبارک کی پہلی رات سے جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص نظر کرتا ہے اور اس نظر خاص سے بندہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس ماہ ہر سجدہ کے عوض ایک ہزار سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

جب کوئی مومن رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کے آخر تک اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اس ماہ توبہ کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں اس ماہ شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اس ماہ کا ہر ایک لمحہ نہایت قیمتی اور مبارک ہے۔

اگر لوگوں کو رمضان المبارک کی خوبیاں اور فضیلتیں معلوم ہو جائیں تو یہی دعا کریں گے کہ رمضان کا مہینہ ایک سال کا ہو جائے اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی بے شمار حاجتیں پوری کرتا ہے اور اپنی مخلوق کی توبہ قبول کرتا ہے۔

”سرکارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو قوت گویائی عطا فرمائے تو وہ اس بندہ کو جنت کی خوشخبری دیں وہ جو ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔“

ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی ماہ رمضان کے روزے نیک نیتی سے رکھتا ہے اور نیکی کرتا ہے تو اس کا اجر دس نیکیوں سے بڑھا کر سات سو نیکیوں تک زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

مومن کا دل اس ماہ ایمان کے نور سے منور ہوتا ہے لیکن جو شخص اس ماہ کی فضیلتوں اور برکتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ یقیناً بد بخت اور کم نصیب ہے جو اس رمضان کی نعمتوں سے فیض یاب نہ ہو اور اگلے رمضان المبارک تک مرجائے وہ شخص اپنے ساتھ آخرت کے لئے کوئی نیکی نہ لے گیا۔ اے ایمان والو! خوب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اس ماہ کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر لو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ موت مہلت ہی نہ دے ہمیں کیا خبر کہ یہ ہمارا آخری رمضان ہی نہ ہو لہذا اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر اس ماہ اپنی بخشش کرانے کا سامان کر لو گناہوں سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موقع ہی ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنا ہے روزہ کو اسی لئے مومن کی ڈھال کہا



گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ” جس نے رمضان المبارک کا روزہ عقیدت اور ایمان کے ساتھ رکھا حصول ثواب کے لئے تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں۔

روزہ کا حقیقی مقصد نفسانی خواہشات سے بچنا اور بنیادی لذتوں سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔ جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا کوئی نہ چھوڑے روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے محض بھوکا رہنے اور کھانے پینے سے دور رہنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزہ نام ہے نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا۔

رسول اکرم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

” تم اپنے شکموں کو بھوکا اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تا کہ تمہارے دل اللہ تعالیٰ کو دنیا میں ظاہری طور پر دیکھ سکیں۔

حدیث شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرمادیتے اور ہر سائل کو عطا کرتے۔

حدیث پاک میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک حور ہیروں پر چلتی ہے وہ کہتی ہے:۔ اے رب تو بندوں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

حدیث مبارک میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا:-

اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) سنت ہے جو اس میں نیکی کرے تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں بہتر فرض ادا کئے یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ماہ مواسات کا ہے اس ماہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں ایک روزہ کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور افطار کروانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا کہ کبھی قیامت تک پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے اور اس کا وسط مغفرت ہے اور آخر میں جہنم سے آزادی ہے۔

حدیث مبارک امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ خزیمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں

کی جاتی۔

روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے۔

عادل بادشاہ جو عدل کرتا ہے۔

مظلوم کی دعا۔

ان کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت جلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔

روزہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مقرر وقت کے لئے کھانا پینا چھوڑنا اور برے کاموں سے بچنا ہے روزہ ۲ نبوی کوشب معراج میں مسلمانوں پر فرض ہوا روزہ صرف اللہ کے لئے ہے اس کا بہت ثواب ہے یہودی عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں۔

مختلف مذاہب کے لوگ سال کے مختلف دنوں میں روزہ رکھتے ہیں مسلمان رمضان المبارک میں روزہ رکھتے ہیں روزہ کھولنے سے پہلے گناہوں کی معافی اور خیر و برکت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں روزہ صبر، ضبط اور برداشت پیدا کرتا ہے۔

مسلمان روزہ کی نیت سے سحری کے وقت کھانا کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور سورج غروب ہونے پر روزہ افطار کرتے ہیں۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے رمضان المبارک میں قرآن پاک نازل ہوا ہر رمضان المبارک میں ایک ایسی رات آتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے ایک

اہم رات ہے یہ رات ہزار راتوں سے افضل ہے اس رات حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے زمین پر اترتے ہیں۔

مسلمان رمضان المبارک میں قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرتے ہیں اس مہینے میں ثواب حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال اچھے کام، عبادات اور دعائیں کی جاتی ہیں رمضان المبارک میں کئے گئے نیک کام اور عبادات کا ثواب عام دنوں سے سترگنا زیادہ ہے۔

مسلمان رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر خوشی مناتے ہیں وہ رمضان المبارک میں روزہ رکھتے ہیں اور نماز عشاء کے ساتھ نماز تراویح بھی ادا کرتے ہیں تراویح اس پاک مہینے کی اضافی عبادت ہے۔

مسلمان ایک دوسرے کو افطار کی دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کے لئے وہ دل کھول کر صدقہ اور خیرات کرتے ہیں۔

لڑائی جھگڑے سے دور رہتے ہیں اور صبر سے کام لیتے ہیں روزے کے دوران مسلمان جھوٹ، چغلی، دھوکہ دہی اور دوسرے برے کاموں سے دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہ رمضان جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا رمضان المبارک کے فیضان کے کیا کہنے اس کی تو ہر گھڑی رحمت سے بھری ہے اس مہینے میں اجر و ثواب بہت ہی بڑھ جاتا ہے نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب سترگنا کر دیا جاتا ہے بلکہ اس مہینے میں تو روزہ دار کا سونا بھی عبادت میں شمار کیا جاتا ہے۔

عرش اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور ایک حدیث پاک مطابق :-

”رمضان کے روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں“ (سُبحان اللہ)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ :- جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخری رات تک بند نہیں ہوتے جو کوئی بندہ اس ماہ رمضان کی کسی رات بھی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے ہر سجدے کا بدلہ اس کے لئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یا قوت کا گھر بناتا ہے جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے پٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یا قوت سرخ جڑے ہوں گے پس جو کوئی ماہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مہینے کے آخر دن تک اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور اس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ رات اور دن میں جب بھی روزہ دار سجدہ کرتا ہے تو اس کے ہر سجدے کا بدلہ اسے جنت میں ایک ایک ایسا درخت عطا کیا جاتا ہے کہ اس کے سائے میں گھڑسوار پانچ سو برس تک چلتا رہے۔ (سُبحان اللہ)

اللہ تعالیٰ کیا ہی عظیم احسان کرنے والا ہے کہ اس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایسا ماہ رمضان عطا فرمایا کہ اس ماہ مکرم میں جنت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور نیکیوں کا اجر خوب بڑھ جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا فاصلہ ایک کوا بچپن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک مسلسل اڑتے ہوئے طے کر سکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا ہر بال اس کے لئے تسبیح کرتا ہے بروز قیامت عرش کے نیچے روزہ داروں کے لئے موتیوں اور جواہر سے جڑا ہوا سونے کا ایسا دسترخوان بچھایا جائے گا جس کا احاطہ دنیا کے برابر ہوگا اس پر قسم قسم کے کھانے مشروب اور پھل فروٹ ہوں گے وہ کھائیں پیئیں گے اور عیش و عشرت میں ہوں گے حالانکہ لوگ سخت حساب میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال آؤ ناشتہ کریں تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں روزہ سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں بڑھ رہا ہے پھر فرمایا اے بلال کیا تمہیں معلوم ہے کہ جتنی دیر تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ کی حالت میں مرا تو اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- جو کوئی رمضان المبارک میں اول سے آخر تک روزہ رکھے اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آیا گویا کہ ابھی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔



جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو رمضان المبارک میں روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ایک مکان زمر کا عطا کرے گا اس مکان کے ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے آگے درخت ہوگا اگر سو برس تک سوار ہو کر اس درخت کے سائے میں پھرے تب بھی اس کے سائے سے باہر نہ آوے گا۔

### روزہ کی نیت:

روزہ کے لئے نیت بہت ضروری ہے بہتر یہ ہے کہ اس طرح نیت کرے بصوم غد نویت ورنہ دل کی نیت کافی ہے روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے خواہ ایک دو لقمہ ہی ہوں کچھور پانی سے روزہ افطار کرنا ضروری ہے اور بوقت افطار یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

### روزہ ٹوٹ جانا:

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں۔

حقہ یا سگریٹ پینا۔

جان بوجھ کر کھاپی لینا وغیرہ

ان کا کفارہ یہ ہے۔

متواتر ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلائے۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے:

بلا ضرورت کسی شے کو چباننا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ دیکھ کر تھوک دینا۔

منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا۔

غیبت، جھوٹ، لڑائی جھگڑا کرنا۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

بھول کر کھاپی لینا۔

بلا اختیار حلق میں گرد و غبار، مکھی یا مچھر چلا جانا۔

کان میں پانی چلا جانا۔

آنکھ میں دوا ڈالنا، سرمہ لگانا، مسواک کرنا۔

روزہ توڑنے کا بیان:

اگر روزہ میں بیمار ہو جائے کہ مرنے کا اندیشہ ہو یا بیماری بڑھ جانے کا یا پھر ایسی شدید پیاس لگی ہو کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

لیلة القدر:

اب تھوڑی سی بات کرتے ہیں لیلة القدر کے بارے میں اور جانتے ہیں کہ لیلة القدر کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لیلة القدر میں ایماندار ہو کر شب بیداری کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص رمضان کے روزے یہ حالت ایمان ثواب سمجھ کر رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لیلة القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس



بندے پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت کرتا ہے پھر جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو!

اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اسکو پورا معاوضہ دیا جائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کہتا اے میرے فرشتو!

میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے فرض ادا کر دیا ہے پھر جب وہ دعا کے لئے عید گاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اپنی بخشش کی اپنے کرم اپنے بلند مرتبہ کی اور بلند منزلت کی میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندوں اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس جب واپس آتے ہیں مسلمان عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

نماز تراویح:

خاص رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد اور تروں سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ تراویح ہے مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت ہے اس کی بیس رکعتیں دس سلاموں کے ساتھ ہیں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہئے۔

روزہ بھی اسلامی عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ:-

”اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بومشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے“

یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریا کاری یا دکھاوا نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں قیامت کے دن جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہوگا میدان محشر میں جب عرش الہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو اپنے عرش الہی کا سایہ نصیب فرمائے گا۔ (سبحان اللہ)

جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا جاتا ہے رمضان کے پورے مہینے کے روزے مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے ہیں اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

روزے دار کی خوشیاں:

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک

خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت کی روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے لیکن افطار کے وقت اس کے لئے ایک خوشی کا سامان ہوتا ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ آخرت میں جب وہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی حد نہ ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو بندہ کسی روز خدا کی راہ میں یعنی اللہ کی خوشی کے لئے روزہ رکھتا ہے خدا اس کے بدلے اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے اسے دریان کہتے ہیں اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہونگے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں پس وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہوگا پھر جس وقت وہ داخل ہو جائیں گے دروازہ بند کر لیا جائے گا غرض اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :-

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بھی رمضان میں جو روزہ توڑ ڈالے یا نہ رکھے بغیر کسی عذر کے اور سوا بیماری کے تو اس کے برابر کبھی ثواب نہ ہوگا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔



رمضان المبارک کے اس ماہ کو تین حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔

پہلے دس دنوں کو عشرہ رحمت کہا جاتا ہے۔

دوسرے دس دنوں کو عشرہ مغفرت کہا جاتا ہے۔

آخری دس دنوں کو عشرہ نجات کہا جاتا ہے۔

### روزہ داروں پر رحمت:

حضرت سیدنا مغیث بن کمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

بروز قیامت سورج لوگوں کے سروں سے چند گز کے فاصلے پر ہوگا اور جہنم

کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کی لو اور سخت گرمی انکی طرف چلے گی اور

جہنم کی تپش ان کی طرف بڑھے گی حتیٰ کہ زمین پر ان کا پسینہ بہنے لگے گا جو سڑی ہوئی

لاش سے زیادہ بدبودار ہوگا مگر اس وقت روزہ دار عرش کے سائے میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا فرمان ہے بے شک اللہ کے پاس ایک ایسا دسترخوان ہے جس پر ایسی نعمتیں ہیں

جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل میں خیال گزرا اس

دسترخوان پر صرف روزہ دار ہی بیٹھیں گے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:-

جب قیامت کا دن ہوگا روزے دار اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ اپنے

روزوں کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے ان کے منہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ

ہوں گے اس لئے مشک کی مہر لگے ہوئے دسترخوان اور کوزے ہوں گے ان سے کہا

جائے گا کھاؤ کہ تم نے دنیا میں بھوک برداشت کی اور پیو کہ تم پیاسے رہے لوگوں کو ان

کے حال پر چھوڑ دو اور تم آرام کرو کہ تم نے میرے لئے تھکاوٹ برداشت کی جبکہ لوگ آرام میں تھے پس روزے دار کھائیں گے اور پیئیں گے اور آرام میں ہوں گے جبکہ لوگ حساب مشقت اور پیاس کی شدت میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزے داروں کے عرش کے نیچے ہیرے جوہرات سے مزین سونے کا دسترخوان بچھایا جائے گا اس پر جنت کے انواع و اقسام کے کھانے مشروبات اور پھل ہوں گے پس روزے دار کھائیں گے اور پیئیں گے اور لذت حاصل کریں گے جبکہ لوگ حساب کی سختی میں ہوں گے۔

رمضان المبارک میں درود شریف کے فضائل:

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:- کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ انار کے دانوں کی طرح انتہائی خوشی و مسرت سے کھل گیا اور ارشاد فرمایا۔

(مجھے مبارکباد پیش کرو کہ آج مجھ پر وہ آیت کریم نازل ہوئی جو میرے نزدیک دینا میں سے ہر چیز سے بہتر ہے)

اس آیت مبارک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک خدائی عمل ہے یہ اعزاز و امتیاز صرف اور صرف درود شریف کو ہی حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی نماز پڑھتا ہوں تم بھی پڑھو یہی معاملہ دیگر ارکان روزہ، زکوٰۃ اور حج کا ہے ان کے کرنے کا بندے کو حکم

دیا گیا ہے خود اللہ تعالیٰ انہیں سرانجام نہیں دیتا مگر جب معاملہ درود پاک کا آتا ہے تو رب کریم فرماتا ہے:-

”میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اے ایمان والوں تم بھی ان پر

درود و سلام بھیجا کرو“

اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب:

اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے پاس اپنے نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و تعریف فرماتا ہے انکے درجات بلند کر کے مقام محمود پر فائز کرتا ہے خدائی رحمت اور شفقت اور عزت و اکرام میں مسلسل اضافہ کرتا رہتا ہے۔

صلوٰۃ ملائکہ درود کا مطلب:

صلوٰۃ ملائکہ درود کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔

مومنوں کے درود کا مطلب:

مومنوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے کہ اے اللہ دنیا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذکر کو بلندی دین کا غلبہ اور شریعت کو بقا عطا فرما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما

آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں قبول فرما

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجر و ثواب کو عظیم فرما۔

حضرت کعب بن عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا میرے پاس آ جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین اس طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین پھر جو کچھ فرمانا تھا فرمایا جب اس سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے تو ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرائیل امین آگئے انہوں نے کہا کہ:-

(تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو تو) میں نے کہا آمین۔

پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ:-

(تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے) تو میں نے اس پر بھی کہا آمین۔

پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ:-  
(تباہ و برباد ہو وہ بد بخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے) اس پر بھی میں نے کہا آمین۔<sup>۱</sup>

حضرت ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک رہا ہے میں نے عرض کیا یا

۱- جامع ترمذی:

رسول اللہ ﷺ میں نے آج کی طرح آپ کو کبھی اتنا خوش اور اس قدر کشادہ چہرے اور اتنی چمک دار پیشانی والا نہیں پایا آپ ﷺ نے فرمایا میں کیوں راضی نہ ہو جاؤں اور میرے چہرے پر خوشی کے آثار کیوں ظاہر نہ ہوں جبکہ جبرائیل علیہ السلام ابھی میرے پاس آئے تھے اور یہ کہہ کر گئے ہیں کہ اے محمد ﷺ آپ کی امت میں سے جو کوئی بھی آپ ﷺ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ مٹائیں گے اور اس کی بدولت اسے دس درجے اونچا کریں گے اور فرشتہ اس کے لئے وہی دعا کرے گا جو اس نے درود کی صورت میں آپ ﷺ کے لئے کی میں نے کہا جبرائیل! وہ کون سا فرشتہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آپ ﷺ کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اور اس وقت تک جب آپ ﷺ کو قیامت کے روز اٹھایا جائے گا آپ ﷺ کی امت کا جو آدمی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے اس کو دعا دینے کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا وہ فرشتہ کہتا ہے کہ:-

وَأَنْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

اور تجھ پر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح درود بھیجا!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔<sup>۱</sup>  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ

۱۔ طبرانی:

۲۔ جامع ترمذی:



اس پردس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پردس بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سورحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔<sup>۱</sup>

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا کیا تو دس ہزار سال تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہوں کہ میں کیا کروں گا دس ہزار سال کے بعد ندا آئی کہ اے جبرائیل تب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نام جبرائیل ہے میں نے فوراً جواب میں عرض کیا ۛ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ۛ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میری تقدیس اور پاکی بیان کرو تو میں نے دس ہزار برس تک اللہ کی پاکی بیان کی پھر حکم ہوا کہ میری بزرگی بیان کرو تو میں نے دس ہزار برس تک بزرگی بیان کی اس کے بعد مجھ پر انوار عرش ظاہر ہوئے عرش پر ۛ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۛ لکھا ہوا دیکھا میں نے دریافت کیا کہ اے باری تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ارشاد ہوا۔ اے جبرائیل اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تجھے پیدا نہ کرتا بلکہ نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ نہ چاند نہ ستارے نہ سورج اے جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو۔ چنانچہ دس ہزار برس تک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

۱۔ (القول البدیع صفحہ 103)

کون جمعرات و جمعہ کی رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھتا ہے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آئے تو مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو! رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات:

رمضان شریف کے خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر کبھی بیٹھ کر کبھی سجدہ ہو کر نہایت آہ زاری اور گریہ و بکاہ کے ساتھ گڑ گڑا کر گڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے رمضان شریف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔

روزہ:

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شعبان میں بھی قریب قریب مہینہ بھر آپ روزہ دار ہی رہتے تھے سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرمادیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی نہیں چھوڑیں گے پھر جب ترک فرمادیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے کبھی کبھی آپ ”صوم وصال“

۱۔ (جامع صیغہ صفحہ نمبر 54)

بھی رکھتے تھے یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو روحانی غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔<sup>۱</sup>

زکوٰۃ:

چونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ قدوس نے زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی اس لئے آپ ﷺ پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں تھی لیکن آپ ﷺ کے صدقات و خیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی آپ ﷺ کے پاس آتا سب اللہ کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے آپ ﷺ کو یہ گوارہ ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال و دولت کا شانہ نبوت میں رہ جائے۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا خراج کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہو سکی تو آپ رات بھر مسجد میں ہی رہے۔

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر یہ خبر دی کہ یا رسول اللہ ﷺ ساری رقم تقسیم ہو چکی ہے تو آپ ﷺ نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت محمد ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:-

رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہو

۱۔ (بخاری و مسلم صوم وصال) (سیرت مصطفیٰ ص 439)

سکتے پہلی دو یا تین جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرو گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دینا اور استغفار کرنا دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔

### رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی:

انسان سچے دل سے ایمان لاتا ہے تو اس کے تمام اعمال احکام الہی کے تابع ہونے لگتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق معاشی معاملات دین کا ایک اہم حصہ ہیں انسان اپنی دولت اللہ تعالیٰ کے حکم پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایثار کی قدر کرتے ہوئے اس خرچ شدہ مال کو اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے اور اپنے بندوں سے یہ عہد کرتا ہے کہ وہ ان کا یہ قرض کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔

زکوٰۃ مسلمانوں پر تین ہفتوں کو فرض ہوئی زکوٰۃ کے لغوی معنی اضافہ اور نشوونما کے ہیں اس کے علاوہ پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا بھی اس کے معنی میں شامل ہیں زکوٰۃ ایک مالی عبادت بھی ہے جو ایک صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کہلاتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کا مال نہ صرف پاک ہو جاتا ہے بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور مزید بڑھتا ہے زکوٰۃ نہ ادا کرنا بہت بڑا گناہ ہے قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو“

نماز انسان کو حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے تیار کرتی ہے جبکہ زکوٰۃ حقوق

العباد کی ادائیگی کا شعور بیدار کرتی ہے زکوٰۃ پچھلی شریعتوں میں بھی فرض رہی ہے قرآن پاک میں کم از کم 32 مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا ہے بیاسی مقامات پر اس کی تاکید کا حکم نازل ہوا ہے۔

سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے صرف ترجمہ ہی بیان کروں گی۔  
 ”یقیناً (وہ) ایمان لانے والے فلاح پائے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں جو لغو باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں“  
 اور سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کچھ اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔  
 ”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو“

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور یہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی“  
 ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا کام بتائیے جو مجھ کو جنت میں لے جائے جو اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا اقرار اور نماز کی ادائیگی کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا۔  
 زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال میں سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے

سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن پاک کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے اس (قیامت) کے دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لئے جمع کر کے لائے ہو اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے“

زکوٰۃ کا مقصد:

زکوٰۃ کا مقصد صرف ناداروں کی کفالت کرنا ہی نہیں بلکہ اس فرض عبادت کے بغیر نہ تو قلب و روح کا سکون ممکن ہے اور نہ ہی انسان اللہ کا مخلص بندہ بن سکتا ہے زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعے مومن کے دل سے دنیا کی تمام مادی محبتیں نکال کر اپنی محبت بٹھانا چاہتا ہے اس کے لئے صرف زکوٰۃ نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے زکوٰۃ کا نظام پورے معاشرے کو بخل، تنگ دلی، خود غرضی، حسد، سنگ دلی اور استحصال سے پاک کر کے محبت ایثار، احسان، خلوص، خیر خواہی، تعاون، مواخات کے جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے۔

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب خوش حال مسلمان پر فرض ہے اگر اس کے پاس

نقد نصاب مال سال بھر تک موجود رہے جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو شخص فرض ہونے کا انکار تو نہ کرے لیکن ادا نہ کرے تو وہ فاسق اور سخت گناہگار ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط:

مسلمان ہونا

مالک نصاب ہونا

نصاب کا ضروریات اصلیہ سے زائد ہونا

مقروض نہ ہونا

مال پر پورا سال گزرنا

عاقل ہونا

بالغ ہونا

نصاب سے مراد مال کی وہ مقررہ مقدار جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب کی

ہے مختلف قسم کے اموال پر جن زکوٰۃ واجب ہے۔

جانور:

اونٹ، گائے، بکری اور بھینس بھی شامل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

پانچ اونٹ پر ایک سالہ بکری زکوٰۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں

صحیح بخاری:

مین کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ تیس گایوں میں سے ایک سالہ نر یا مادہ بچھڑا اور چالیس میں سے دو بچھڑا زکوٰۃ ہے۔ جبکہ چالیس سے کم بکریوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سونا چاندی:

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے عبداللہ بن عمرہ بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے ساتھ اس کی لڑکی تھی جس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپ ﷺ نے پوچھا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو اس نے کہا نہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے پسند ہے کہ خدا قیامت کے روز تجھے ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:-

”جس زیور کی زکوٰۃ تو نے ادا کر دی وہ کنز نہیں“

اموال تجارت:

اموال تجارت کا مطلب ہے کہ ہر وہ مال ہے جس کی نفع کی عرض سے خرید و فروخت کی جاتی ہے سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے!

صرف ترجمہ بیان کرونگی

اے لوگو! ”جو ایمان لائے ہو جو کچھ تم نے (محنت مزدوری یا تجارت سے)

کمایا ہے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس میں سے عمدہ چیزیں

(خدا کی راہ میں) خرچ کرو“

۱۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوٰۃ حصہ اول)



## نقد مال و دولت:

نقد مال و دولت کا مطلب سکہ، کاغذی نوٹ وغیرہ ہیں جب انکی مالیت ساڑھے سات تو لے سونا یا ساڑھے باون تو لے چاندی کے برابر ہو جائے تو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

## زکوٰۃ کے مصارف:

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ان کا تعین بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سورہ التوبہ میں صراحت کے ساتھ فرما دیا ہے۔

## ترجمہ:

”زکوٰۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرنا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے“

اس آیت میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے گئے اور ان آٹھ مدات کے سوا زکوٰۃ کسی اور مد میں صرف کرنا جائز نہیں۔

حضرت زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ زکوٰۃ کے مال میں سے مجھے بھی عنایت فرمائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:-

”اللہ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر

نبی کی بلکہ خود ہی اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور اس کی آٹھ مد میں مقرر فرمادی ہیں تم اگر ان مدوں میں سے کسی مد میں آتے ہو تو تمہیں ضرور زکوٰۃ کی مد سے دے دوں گا“  
ان مدات کی تفصیل بیان کر رہی ہوں۔

فقیر:

ہر وہ مرد اور عورت جو اپنی گزراوقات کے لئے دوسروں کی مدد اور تعاون کا محتاج ہو اس میں وہ تمام نادار محتاج اور معذور شامل ہیں جو مستقل طور پر یا عرضی طور پر مالی تعاون کے مستحق ہوں معذور اپاہج، یتیم بچے، بیوائیں، ضعیف، بے روزگار اور وہ لوگ جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ہوں زکوٰۃ کی مد سے ان کی وقت اعانت بھی جائز ہے اور ان کے مستقل وظائف بھی مقرر کئے جاسکتے ہیں۔

مسکین:

جو بے روزگار ہیں یا جن کے والدین نہ ہو روزی کما لینے کے لئے محنت کرنے کے باوجود اپنی ضرورت بھر آمدنی حاصل نہ کر سکتے ہوں اور اپنی عزت نفس اور شرم کی وجہ سے کسی کے آگے دست سوال بھی دراز نہ کرتے ہوں۔

بخاری و مسلم کی ایک حدیث ان کا حال بیان کرتی ہے:-

”جو نہ اپنی ضرورت بھر مال پاتا ہے نہ (اپنی خودداری کی وجہ سے) پہچانا جاتا ہے کہ

لوگ اس کی مالی مدد کریں اور نہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے“

عالمین زکوٰۃ:

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ و عشر کی وصولی حفاظت، تقسیم اور اس کے

حساب کتاب کے ذمہ دار ہوں، وہ صاحب نصاب ہوں یا نہ ہوں ہر حال ان کی



تنخواہیں زکوٰۃ کی مدد سے دی جاسکتی ہیں۔

مولفۃ القلوب:

ایسے لوگ ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اسلام اور اسلامی مملکت کے مفاد میں ان کو ہموار کرنا اور مخالفت کے جوش کو ٹھنڈا کرنا پیش نظر ہو یہ کافر بھی ہو سکتے ہیں اور مسلمان بھی اور صاحب نصاب بھی۔

غلام آزاد کرنا:

یعنی جو غلام اپنے آقا سے معاہدہ کر چکا ہو کہ اگر میں تمہیں اتنی رقم ادا کروں تو تم مجھے آزاد کر دو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں مکاتب کو آزادی کی قیمت کی ادائیگی زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔

قرض دار:

ایسے لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں اور اپنی ضرورت سے بچا کر قرض ادا نہ کر پارہے ہوں خواہ بے روزگار ہوں یا کمانے والے اور اس کے پاس اتنا نہ ہو کہ اگر اپنا قرض چکائیں تو ان کے پاس بقدر نصاب باقی رہے ان سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ہوں جنہیں کوئی تاوان یا غیر معمولی جرمانہ دینا پڑا یا کاروبار فیل ہو گیا یا کوئی اور حادثہ پیش آ گیا اور سارا اثاثہ تباہ ہو گیا۔

فی سبیل اللہ:

اس سے مراد راہ خدا میں جہاد ہے اور جہاد سے مراد وہ ساری کوششیں ہیں جو مجاہدین اسلام نظام کفر کو مٹا کر نظام اسلامی کو قائم کرنے کے لئے کی جاتی ہیں وہ قلم و زبان سے ہوں یا تلوار سے یا ہاتھ پاؤں کی محنت اور دوڑ دھوپ سے اس میں وہ تمام

کوششیں شامل ہیں جو دین حق کو قائم کرنے اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے اسلامی مملکت کی حفاظت اور دفاع کے لئے کی جائیں اس جد جہد میں شریک لوگوں کے مصارف سفر، ان کی سواری آلات و اسلحہ اور سر و سامان کی فراہمی کے لئے زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔

ابن السبیل (مسافر):

مسافر خواہ اپنے گھر میں خوش حال اور دولت مند ہو لیکن حالت سفر میں اگر وہ مالی مدد کا محتاج ہے تو زکوٰۃ کی مدد سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خود دار اور غیرت مند ہوتے ہیں انھیں تلاش کر کے زکوٰۃ و صدقات دیئے جائیں۔

اسلام نے زکوٰۃ کی بدولت سنہری معاشی نظام دیا ہے اس نظام کی بدولت افراد معاشرہ میں خوشحالی اور بہتر روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے معاشرہ کے ہر فرد کے پاس جاتی ہے معاشی نظام کی بہتری کی وجہ سے ملک کے لوگوں کو باہمی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے اسلامی نظام پر عمل کرنے سے استحصالی قوتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور قومی فلاحی ریاست تشکیل پاتی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کے لئے آخرت کی نعمتوں کے حصول اور عذاب جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم زکوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ نفلی صدقات اور قرض حسنہ کے ذریعے بھی ضرورت مندوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں۔

## عید الفطر:

عید الفطر مسلمانوں کا اہم مذہبی تہوار ہے یہ عید ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے جوں ہی عید الفطر کا چاند نظر آتا ہے سب لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے عید کی تیاری کے لئے لوگ نئے کپڑے خریدتے ہیں لڑکیاں مہندی اور چوڑیاں شوق سے خریدتی ہیں ہر طرف چہل پہل اور رونق ہوتی ہے۔

عید کے دن مسلمان صاف اور نئے کپڑے پہنتے ہیں عید کی نماز سے پہلے غریبوں اور محتاجوں میں فطرانہ کی رقم تقسیم کرتے ہیں اور انھیں عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں عید کی صبح لوگ عید کی نماز ادا کرنے کے لئے عید گاہوں یا مسجدوں میں جاتے ہیں اور عید کی نماز ادا کرتے ہیں عید کی نماز ادا کرنے کے بعد لوگ خوشی خوشی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور عید مبارک کہتے ہیں۔

گھروں میں میٹھے کھانے تیار کئے جاتے ہیں لوگ اسی خوشی کے موقع پر سویاں، کھیر اور شیر خرما مزے لے لے کر کھاتے ہیں عید کے دن لوگ اپنے ہمسایوں، رشتہ داروں اور دوستوں سے خوشی خوشی ملتے ہیں بچوں میں عیدی تقسیم کی جاتی ہے۔ عزیزوں اور پیاروں کو مٹھائیاں اور تحفے بھی دیئے جاتے ہیں۔

گویا عید الفطر روزوں کی بخیر و خوبی تکمیل کی تقریب مسرت ہے اس مہینے کی ساری عظمتیں اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی اس کتاب ہدایت یعنی قرآن پاک کے طفیل ہیں جو انسان کی نجات اور سلامتی کا واحد ذریعہ ہے گویا رمضان کا مہینہ اس عظیم کتاب کے نزول کی سالگرہ کی حیثیت رکھتا۔

امت مسلمہ رمضان المبارک کے سارے دنوں میں ایک سخت ریاضت

اور آزمائش کامیابی کے ساتھ گزارنے کے بعد عید الفطر کے روز اپنی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کے حضور نذرانہ شکر پیش کرتی ہے۔

اس دن سب لوگ نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہن کر گھروں سے نکلتے ہیں بچے جوان اور بوڑھے سب عید گاہ کا رخ کرتے ہیں ہر طرف اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں لوگ جوق در جوق عید گاہ میں پہنچتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ترانے گاتے ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اس سے مسلمانوں میں اخوت، محبت اور یگانگت بڑھتی ہے یوں عید ہمیں عالمگیر اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔

رمضان المبارک کی آخری رات بڑی فضیلت والی ہے لہذا اس رات کو شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہیے اس کی فضیلت کے متعلق چند ایک احادیث بیان کروں گی۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عیدین کی راتوں میں شب بیداری کر کے قیام کرے اس کا دل نہیں مرے گا جس دن سب لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پانچ راتوں میں شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت کرے اس پر جنت واجب ہے یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں نویں اور دسویں راتیں۔ عید الفطر کی رات اور شب برات۔

اسنن ابن ماجہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کی آخری شب میں امت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں کہ کام کرنے والے کو اس وقت پوری مزدوری دی جاتی ہے جب کہ وہ کام پورا کر لیتا ہے۔

اس رات کو زیادہ سے زیادہ استغفار اور نوافل پڑھنے چاہئیں تاکہ رمضان المبارک کے روزے اور عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہو جائے۔



## معراج شریف کا مبارک سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا ایک بہت بڑا واقعہ جسے معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو بہت بڑا معجزہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس و گمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام ”اسراء“ بھی ہے اسراء کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا۔

معراج کب ہوئی:-

معراج کی تاریخ دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو خانہ کعبہ میں پیش آیا معراج کا واقعہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل (27) ستائیسویں رجب اور پیر کی رات کو سرفراز فرمایا گیا علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔<sup>۱</sup>

اس لئے تمام مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معجزہ کا ذکر بطور خاص ماہ رجب ہی میں کیا کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے کیونکہ امتی ہونے کے ناطے

۱۔ (زرقانی جلد 1 ص 355 تا 358) (س م ص 535)



ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا تذکرہ ساری زندگی بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے رہیں۔

دیدار الہی:-

کیا معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔<sup>۱</sup>

چنانچہ حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا ہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا یہ سن کر حضرت کعب نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

۱۔ (س م ص 536)، (شفاء جلد 1 ص 120 تا 121)

کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا کسی نے حضرت ابو ہریرہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں“ اس طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔!

اس معاملہ میں روایت کے علاوہ ایک روایت ہے کہ جو خاص طور پر قابل قبول ہے اور وہ یہ کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شان و شوکت اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق و محبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق و محبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے لہذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتے رہے گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا۔

۱۔ (شفاء جلد 1 ص 119 تا 120) (س م ص 537)

## مختصر تذکرہ معراج:-

معراج کی رات حضور ﷺ حضرت اُمّ ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ آقا کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے چھت کھل گئی اور فرشتے آپ ﷺ کو اٹھا کر حطیم کعبہ میں لے آئے حطیم کعبہ شریف کا وہ حصہ ہے جو تعمیر ابراہیمی میں خانہ کعبہ میں شامل تھا جب آپ ﷺ کو یہاں لایا گیا اس وقت آپ ﷺ نیم خواب اور نیم بیداری کے عالم میں تھے فرشتے آپ ﷺ کو اٹھا کر زم زم کے پاس لے گئے یہاں آپ ﷺ کا سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب انور کو نکال کر آب زم زم سے دھویا اور سینہ مبارک میں نور کا خزینہ بھر دیا اب آپ ﷺ مکمل طور پر بیدار تھے پھر آپ حرم کعبہ سے باہر تشریف لے آئے۔

یہاں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی قیادت میں ستر ہزار فرشتوں کی جماعت دونوں طرف حضور ﷺ کو سلامی دینے کے لئے کھڑی تھی یہاں سواری کے لئے براق پیش کیا گیا یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا جبرائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی میکائیل علیہ السلام نے باگ پکڑی اور حضور ﷺ سے درخواست کی گئی کہ آپ ﷺ اس پر سوار ہو جائیں جب آپ ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے اس خوشی میں شوخی کی۔

جبرائیل علیہ السلام نے تھکی دیتے ہوئے کہا کہ اے خوش بخت خدا کی قسم تیری پیٹھ پر اس سے بہتر سوار کبھی نہیں بیٹھایا سن کر براق پسینے میں شرابور ہو گیا براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی

تھی۔

اس طرح آپ ﷺ کی سواری حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئی جو فلسطین میں ہے راستہ میں ایک نخلستان آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کا دار الحجرۃ ہے محبوب خدا ﷺ یہاں اترے اور دو نفل پڑھے یہ پہلی منزل مدینہ طیبہ تھی آگے چلے تو ایک مقام پر پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ طور سیناء ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کلیم الہی کا تاج سجایا گیا تھا حضور ﷺ نے یہاں بھی دو نفل ادا کئے اس کے بعد آگے بڑھے تیسری منزل بیت اللحم تھی آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش ہے آپ ﷺ نے یہاں سواری سے اتر کر دو نفل ادا کئے آگے چلے تو کسی نے آپ ﷺ کو پکارا مگر آپ ﷺ نے کوئی توجہ نہ دی جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آقا یہ یہودیت تھی جو آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو اسی طرح نصرانیت نے آپ ﷺ کو پکارا مگر اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھے گئے کیا دیکھا کہ سامنے ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی منزل نورانیت کے مسافر نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دنیا تھی آپ ﷺ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو ایک بدصورت بڑھیا دکھائی دی جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ بھی دنیا ہے اور یہ اپنی اصل عمر میں سامنے ہے۔

اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب دنیا کی کتنی عمر باقی ہے؟ آخر میں پھر ایک شخص نے آپ ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ ﷺ اس سے بھی بے تعلق رہے بتایا گیا کہ یہ شیطان ہے جو آپ ﷺ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا اب

براق بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہو گیا اس سرزمین پر ہر طرف خدا کی برکات بکھری ہوئی تھیں یہ وہ سرزمین تھی جسے اکثر انبیاء کرام کی ولادت اور رہنے کا شرف حاصل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق سے اترے اور براق کی لگام اسی حلقہ سے باندھی جہاں انبیائے علیہ السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام صف بستہ منتظر تھے نماز کے لئے صفیں سیدھی کی گئیں اور جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور تمام انبیائے کرام نے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا!

”لائق ستائش ہے وہ خدائے بزرگ و برتر جس نے مجھے رحمۃ العالمین کا تاج پہنا کر تمام جہاں والوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا مجھے وہ کتاب مبین عطا فرمائی جس میں واضح طور پر ہر چیز کا بیان موجود ہے اسی قدوس بندہ نواز نے میری امت کو خیر الامم بنایا اس رب ذوالجلال نے میرا شرح صدر فرمایا اور میرا بوجھ اتارا میرے ذکر کو بلند کیا اس نے مجھے فاتح و قائم بنایا“

یہ مختصر اور جامع خطبہ ختم ہوا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا:- ”اے گرہ انبیاء مرسلین! اے ملائکہ و مقربین! ان خصائص و کمالات کے باعث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہیں“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اب جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو پیالے پیش کئے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا یہ

دیکھا کہ جبرائیل نے کہا:۔ کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اب تک یہ زمین کا سفر تھا جسے اسریٰ کہا جاتا ہے۔

اب آسمان کی طرف کا سفر شروع ہوتا ہے بلند کو عروج کہتے ہیں اس لئے اس سفر کو سفر معراج کہا جاتا ہے جب آپ ﷺ پہلے آسمان پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کے لئے آواز دی دربان نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرائیل ہوں اس نے پوچھا ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہے

کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں اس نے دروازہ کھول دیا فرشتوں نے مرحبا کہہ کر انبیائے کرام کے تاجدار کا استقبال کیا۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضور ﷺ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اے صالح بیٹے اے صالح نبی کہہ کر استقبال کیا ان کے دائیں بائیں بہت سے لوگ جمع تھے وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی اور بائیں طرف دیکھتے تو چہرہ اقدس پر اداسی آ جاتی آپ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ان کے ہاں دائیں طرف نیک اولاد ہے اور بائیں طرف بدکار اولاد ہے یہاں اور بھی بہت سے مناظر آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے آئے آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ فصل کاٹ رہے تھے فصل نٹتی ہے اور اس سے زیادہ اُگ جاتی ہے آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں جن کا اجر کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا رہتا ہے پھر حضور ﷺ نے دیکھا کہ فرشتے کچھ لوگوں کا سر کچل رہے ہیں یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو

اپنی نماز میں غفلت کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ گھاس چر رہے تھے یہ زکوٰۃ و صدقات سے جی چرانے والے لوگ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پھولے ہوئے پیٹوں والے لوگ دیکھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے وہ انہیں ڈس کر عذاب میں مبتلا رکھتے تھے یہ لوگ فرش پر پڑے ہوئے تھے اور لوگ انہیں روندتے ہوئے گزر رہے تھے یہ ان کا حال جو لوگ سود خور تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مرد اور کچھ عورتیں دیکھیں ان کے ایک طرف تازہ گوشت خوش ذائقہ پڑا ہوا تھا اور دوسری طرف جلا ہوا گندہ گوشت بدبودار پڑا ہوا تھا وہ تازہ گوشت کی طرف ہاتھ بڑھاتے مگر فرشتے بدبودار گوشت کھانے پر انہیں مجبور کرتے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ زانی مرد اور زنا کار عورتیں ہیں جو حلال بیویوں اور حلال شوہروں کے ہوتے ہوئے حرام کی طرف جاتے تھے۔

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جو آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا اس میں ایک موٹا تازہ بیل باہر آیا اور پھر واپس سوراخ میں جانے کی کوشش کرنے لگا اب سوراخ پھر پہلے والی صورت میں آ گیا بتایا گیا آقا یہ وہ لوگ ہیں جو فتنہ پھیلانے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ اور سینہ نوچ رہے تھے یہ غیبت کرنے والے اور چغل خور تھے یتیموں کا مال ہضم کرنے والوں کا یہ حال تھا کہ ان کے ہونٹ اونٹ کی طرح تھے اور وہ لوگ آگ کے انکارے کھا رہے تھے اسی طرح کے

مختلف مناظر آقا کو دکھائے گئے پہلے آسمان کی سیر ختم ہوئی۔

آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں نوجوان انبیاء حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقات ہوئی اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔

تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید! اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

یہاں سے آقا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے جو عالم خالق اور خدا کے درمیان حد فاصل ہے تمام مخلوق کا علم یہاں ختم ہو جاتا ہے اس سے آگے عالم غیب شروع ہو جاتا ہے اس مقام پر جنت الماویٰ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں وہ انعامات خداوندی دیکھائے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کبھی کسی نے نہیں دیکھے جنت کو دیکھنے کے بعد سدرہ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھنے لگے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا یہی میری انتہا ہے میری منزل یہی ہے اور میری پرداز کا آخری مقام یہی ہے۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ ایسا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام جو صرف فرشتہ ہی نہیں بلکہ تمام



فرشتوں کا امام بھی ہے جو مقام سدرہ پر رہ گیا اور لامکاں کی بلندیوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہونے والا ہے میرے آقا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کی امامت کی اور نماز دو رکعت نفل پڑھائی۔

اب اس بابرکت اور عظیم سفر معراج کا تیسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے یہ سفر اس عالم میں تھا کہ ملائکہ تک ساتھ نہیں جاسکتے جو شروع سے ہمزاد سفر فرشتوں کا سردار تھا وہ بھی ساتھ چھوڑ گیا۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ”رف رف“ کی سواری پیش کی گئی رف رف کی وضاحت تو بالکل ہی ممکن نہیں یہ سواری تو براق کی رفتار سے بھی کئی گنا اور بہت تیز سواری تھی جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا رف رف پر سدرۃ المنتهیٰ سے عرش بریں تک کا سفر طے کیا گیا لا تعداد پردے ایک ایک کر کے اٹھتے چلے گئے اور مسافر جو نورانی پیکر تھا اپنی منزل کے قریب تر قریب ہوتا گیا۔

جب صرف ایک پردہ باقی رہ گیا تو رف رف نے بھی ساتھ چھوڑ دیا یہاں گھوڑے کی طرح کی ایک سواری ملی آخری پردے سے گزری تو ساق عرش آ گیا حجاب کبریا تک اس سواری کا ساتھ تھا اب مکین گنبد خضراء کا آخری سفر مقام قرب کی طرف تھا اس سواری کا ساتھ بھی نہیں رہا وہ بھی ساتھ چھوڑا گیا اب آگے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے ہیں جس کے لئے اس دنیا کی بزم جگمائی گئی ہے۔

جوں جوں منزل قریب ہوتی چلی جا رہی ہے دل کو سکون ملتا جا رہا ہے تمام فاصلے جو بہت طویل تھے اب قلیل ہوتے جا رہے ہیں اور دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی ہے اور ساری مسافت اب سمٹ سمٹ جا رہی ہے اب مقام قرب قریب ہوتا جا

رہا ہے فاصلے ختم ہو رہے ہیں اور منزل سامنے نظر آرہی ہے اور دل پر نور ہوتا جا رہا ہے دل اور روح دونوں نور کی وادی میں گم ہو رہے ہیں اور آنکھیں ایسی پر نور کہ ٹھنڈی اور پر روشن کہ جس کو بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ نہ ممکن ہے۔

اب فاصلے ختم ہو گئے اور آقا دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ جمال میں یوں محو ہو گئے کہ یہاں صرف ترجمہ بیان کروں گی  
 ”آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محبوب! تیری معراج تو ہو گئی اپنی امت کے لئے ”نماز“ کا تحفہ میری بارگاہ سے لے جا ان کی بھی معراج ہو جائے گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین (نماز مومنوں کی معراج ہے) بارگاہ الہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون جان سکتا ہے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔

یہ خوشخبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

امت پر پچاس وقت کی نماز

جب آپ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ان پچاس نمازوں کا وزن نہ اٹھ سکے گا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میری امت ان پچاس نمازوں کو پورا نہیں کر سکے گی لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الہی میں آتے جاتے اور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ نے اپنے دوست

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:۔ کہ میرا قول بدل نہیں سکتا اور میں تیری بات کو بھی ٹال نہیں سکتا اے محبوب! آپ کی امت کے لئے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس نمازوں کے برابر ہوں گی چنانچہ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے براق پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس سے مکہ مکرمہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا مقام طوبی میں پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میرے اس سفر معراج کی تصدیق کون کرے گا؟

”جس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابو بکر بن قحافہ“

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچے چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر پہنچے تو ابھی تک بستر گرم تھا اور جس پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما کر گئے تھے وہ بھی چل رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے تمام واقعات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو سارے قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کئے چونکہ بہت سے لوگوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے اس لئے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے درود یوار اور اس کے محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالات کئے۔

اسی وقت اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا چنانچہ کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمارت کو دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد سعید القادری

# فقہ النساء

المعروف

## بہشتی باغ

خواتین کے لیے اسلامی نظام کے مطابق زندگی گزارنے کا نصاب جو خواتین کا میاں ترین زندگی گزارنے کی خواہش رکھتی ہیں وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ فیصل آباد کے مطابق دائمی اوقات نماز کا کیلنڈر دیا گیا ہے تاکہ خواتین اپنے گھر میں بروقت نماز ادا کر سکیں اور دل کا سکون حاصل کر سکیں۔

نہایت کم قیمت بہترین سرورق خوبصورت طباعت کے ساتھ دستیاب ہے

ناشر

سید محمد سعید

790 کلیم شہید روڈ، نانا محمد آباد، فیصل آباد

## محفل میلاد شریف کے آداب

جگہ کا پاک صاف ہونا پیسہ حلال کمائی کا صرف کیا جائے یہ محفل میلاد شریف کے لئے بہت ضروری ہے خوشبو عطریات پھول وغیرہ جس قدر ممکن ہو بہتر ہے نمودور یا کابلکل دخل نہ ہو، ممبر یا چوکی اونچی ہو اس پر کوئی پاک کپڑا ہو۔ آرائش زیب و زینت کا ظہار مسرت کے واسطے میسر ہو تو کھانے کا بھی انتظام کرے فاتحہ کے واسطے مسلمان حلوائی کے ہاں کی بنی ہوئی شربنی ہو اور روشنی کے لئے موم بتی ہو تو اچھا ہے کیونکہ مٹی کے تیل وغیرہ کی بدبو سے بھی مجلس مبارک کو پاک ہونا چاہیے۔

سامعین و حاضرین پاک و صاف با وضو ہوں اور ادب سے بیٹھیں میلاد شریف کے پڑھنے والے تتبع شریعت ہوں درود خوانی کی بار بار تاکید ہو میلاد شریف میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

### میلاد شریف کے فضائل:

ذکر صالحین کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے تمام صالحین اور مرسلین کے پیشوا حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہو اور اس پر یہ خوبی کہ درود شریف کی صدائیں بلند ہوں وہاں کے حاضرین پر کیوں نہ رحمت کا نزول ہو سامعین کو کیوں نہ نقد مدعا حاصل ہو اور منقول ہے کہ جس مکان میں یہ محفل مبارک ہوتی ہے اس پر سال بھر تک رحمت کی بارش برستی ہے اور اس مکان کے رہنے والے حفظ و امان

میں رہتے ہیں اور بے انتہا خیر و برکت شامل حال رہتی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تو یہ حال ہے کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی یا نیا مکان بنے یا سفر سے کوئی واپس آئے یا بیماری سے صحت پائے ہر قسم کی تقریبوں میں محفل میلاد شریف ضرور ہوتی ہے۔

اللہ پاک ہم لوگوں کو بھی ایسی ہی توفیق دے کہ اپنے گھروں کو اور مجالس کو ذکر محمدی ﷺ سے منور اور مشرف کیا کریں اور تمام رسومات خرافات مثلاً ناچ رنگ یا باجہ وغیرہ سے بچتے رہیں۔ (آمین)

ایک بزرگ کا خواب:

ایک بزرگ نے خواب میں حضرت محمد ﷺ کو دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ میلاد شریف کی محفل کیسی ہے کیونکہ لوگ اس میں کلام کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

میں قربان ان پیارے الفاظ کے ثابت ہوا کہ یہ محبت کے سامان ہیں اور واقعی یہ بغیر کسی محبت کے کون اپنا جان و مال فدا کرتا ہے۔

ملک حجاز کے شہروں میں سے ایک مقام پر محفل میلاد شریف تھی اور ایک عالم باعمل فرما رہے تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ میں آل رسول غریب الوطن ہوں اللہ واسطے مجھے بھی کچھ ملے وہ صاحب جو بیان فرما رہے تھے۔

انھوں نے حاضرین سے کہا کہ جو سید سائل کو ایک روپیہ دے خدا اس کی ایک مراد پوری کرے اس وقت محفل مقدس میں ایک یہودی کا غلام بھی حاضر تھا۔ جلدی سے کھڑے ہو کر عالم صاحب سے کہنے لگا کہ میرے پاس تین روپے ہیں لیجئے

اور سید صاحب کو دے کر میری تین مرادیں خدائے پاک سے پوری کر دیجیے۔  
عالم صاحب نے اس سے تین روپے لے کر سید صاحب کو دیے اور اس  
غلام سے کہا کہ ہاں بھائی بیان کر کہ تمہاری کیا کیا مرادیں ہیں۔

غلام نے کہا اول مراد تو یہ ہے کہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں وہ مجھ کو آزاد  
کر دے یہ سن کر عام صاحب نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی اور حاضرین سے کہا کہ  
بھائیوں سب دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ اس ذکر خیر کی برکت سے اس غلام کو آزاد کر دے  
سب نے دعا مانگی۔

پھر عالم صاحب نے پوچھا کہ بھائی تمہاری دوسری مراد کیا ہے اس نے کہا  
کہ میرا آقا کافر ہے اور میں مسلمان ہوں قیامت کے دن میں جنت کی طرف اور آقا  
دوزخ کی طرف روانہ ہوں گے اس کا ملال ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی مسلمان ہو  
جائے اور دونوں جنت میں ساتھ ہی جائیں عالم صاحب نے اور سب حاضرین نے  
یہ دعا مانگی۔

پھر عالم صاحب نے فرمایا کہ اب بیان کر دوسری مراد کیا ہے غلام نے کہا  
میری تیسری مراد یہ ہے کہ میرے اور آقا کے گناہ بخشے جائیں پھر عالم نے خود بھی دعا  
کی اور حاضرین سے بھی دعا کرائی پھر میلاد شریف ختم ہوا۔

سب لوگ حصے لے کر اپنے اپنے گھر گئے وہ غلام بھی اپنے آقا کے پاس  
حاضر ہوا اس نے غلام سے دریافت کیا کہ تو کہاں گیا تھا بڑی دیر میں آیا ہے غلام نے  
کہا جناب میں آج بڑی بھاری سوداگری میں تھا آج میں نے بڑے انمول سودے  
خریدے ہیں اس وجہ سے دیر ہو گئی۔

یہودی کو غلام کی باتوں سے سخت حیرت ہو گئی کہ یہ ایک غریب آدمی تھا اس نے کہاں سے ایسی تجارت کی خیر بھائی ہمیں بھی تو بتاؤ کہ کیا کیا قیمتی مال خریدا ہے پھر اس غلام نے اس محفل میلاد شریف کا حال اور سید صاحب کا آنا اور عالم صاحب کا وہ فرمان بیان کیا اور کہا کہ میرے پاس اس وقت تین روپے تھے۔

وہ تینوں روپے تین مرادیں پوری ہونے کے لئے دیدیئے یہودی نے کہا اچھا بتاؤ وہ کیا مرادیں تم نے مانگیں غلام نے کہا اول مراد تو یہ ہے کہ تو میرا آقا ہے اور میں تیرا غلام ہوں تیری خدمت کرنی ضروری ہے اور خدا تعالیٰ میرا خالق اور مالک ہے اس کی عبادت بھی ضروری ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ اس آقائے حقیقی کا نام ہو جاؤں اور تو مجھے آزاد کر دے اور چونکہ وہ مقبول وقت میں دعائی تھی اس سے اثر کا تیر پہلے ہی نشانہ پر پہنچ چکا تھا یہودی نے کہا اے بھائی جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

اب دوسری مراد بتاؤ وہ کیا ہے؟ غلام نے سلام عرض کیا اور عرض کی کہ اے آقائے مہربان دوسری مراد میری یہ ہے کہ میں نے مدتوں تک حضور کا نمک کھایا اور میں مومن ہوں اور تو کافر ہے قیامت کے دن میں جنت کی طرف جاؤں اور تو دوزخ کی طرف روانہ ہوگا۔

اس لئے میں نے دوسرا روپیہ دیا کہ دعا کیجیے کہ میرا آقا بھی مسلمان ہو جائے اور میں اور میرا آقا دونوں جنت میں ساتھ ساتھ جائیں یہودی نے کہا کہ بھائی اگر یہ تیری مراد ہے تو میں بہت خوشی سے اسلام قبول کرنا اور پڑھتا ہوں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اب بیان کرو کہ تیسری مراد کیا ہے؟ غلام نے کہا میری مراد یہ ہے کہ میرے



اور آپ کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے یہ سن کر آقا بہت خوش ہوا۔

”پھر اسی رات کو آقا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے شاباش تجھ کو جو بات تیرے اختیار میں تھی یعنی غلام کو آزاد کرنا اور خود مسلمان ہونا وہ تو تو نے کیا اور تیسری مراد غلام کی یہ ہے کہ تیرے گناہ بخشے جائیں وہ میرے اختیار میں ہے لے تیسری مراد غلام کی یہ بھی پوری ہوئی“

”کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کے ذکر خیر کی برکت سے تجھ کو اور تیرے غلام کو اس عالم کو اور سید صاحب سائل کو اور تمام حاضرین کو بخشا اور جنت الفردوس عطا فرمائی“

یہودی جب خواب سے بیدار ہوا تو غلام کے ہمراہ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا خواب مجمع عالم میں بیان کیا اور ایمان میں مستحکم ہو گیا کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے

جو کچھ مانگنا ہے تو مانگو اسی سے

بڑا دینے والا ہے داتا تمہارا

کلمہ کی شان:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ - ﷺ اس میں بڑی بڑی خوبیاں

ہیں سچ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کو جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ لگاؤ اور نسبت ہے وہ کون سمجھ سکتا ہے ہر شخص سمجھ کے مطابق کہتا ہے کہ یہ دو جملے ہیں۔

ایک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ - ﷺ

اول تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر اس کلمہ کا تمام کائنات میں ڈنکا بجوادیا

دوسرا یہ کہ اسلام میں داخل ہونے کا سب سے پہلا سبق یہی ہے۔

تیسرا یوں تو اس کلمہ طیبہ کے فضائل میں بے انتہا کتابیں بھری پڑی ہیں جن کا ذکر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اب اس پر بحث یہ ہے کہ پہلے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کیوں ہے یہ اس لئے ہے کہ اس کے پڑھنے سے قلب صاف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات الہی یہ چاہتی ہے کہ پہلے اس سے اپنے دلوں کو صاف کرلو۔

چوتھا یہ ہے کہ اپنے دو ناموں کے درمیان میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھا ہے یعنی اول جملہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں موجود ہے اور دوسرے جملہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے اور درمیان میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔

(سبحان اللہ)

پانچویں یہ کہ اول جملے میں بارہ یہی حروف ہیں اور دوسرے میں بھی۔

چھٹے یہ کہ اپنے جملے کے تمام حروف بلا نقطہ کے رکھے ہیں تو محبوب کے جملے کے بھی تمام حروف بلا نقطہ رکھے ہیں۔

ساتویں یہ کہ کتنا ہی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے جاؤ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہو گے داخل اسلام نہ ہوں گے۔

آٹھویں کہ اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دو ہی ناموں سے یہ کلمہ طیب بنا ہے یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جیسے اسم ذات ہے اسی طرح محمد

صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسم ذات ہے

”کیا پیارا نام ہے جس کا ہر حرف ذوق شوق والوں کو مزادیتا ہے“

(میں قربان ہو جاؤں اس نام پر)

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ!

تیرے نام پر سر کو قربان کر کے

تیرے سر سے صدقے اتارا کرو میں

تیرے سر سے صدقے اتارا کرو میں

بیان حضرت کی خصلتوں کا:-

عادتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تھیں کہ ان کی تعریف میں اللہ پاک نے فرمایا إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ جب کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم فرمایا پھر انسان کیا بیان کر سکے گا مگر پانچ دس خصلتیں برکت کے واسطے بیان کی جاتی ہیں غرور اور تکبر اور بناوٹ سے پاک و صاف سادہ مزاج تھے بے تکلف باوقار رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی۔

ہر کسی سے پہلے سلام کرتے اور کھانا کھلاتے جس نے جو مانگا وہی دیا کسی کو خالی نہیں پھیرا جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نذر کرتا تو آپ اس سے چوگنا دیتے چنانچہ ایک شخص نے ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا تو آپ نے اس کے گھر چند اونٹ بھیج دیئے۔

تمام عمر کسی کو گالی نہیں دی بڑا نہیں کہا اگر کسی سے کوئی قصور ہو جاتا اسی دم معاف کر دیتے غلاموں اور نوکروں سے بہت محنت کا کام نہ لیتے اور جو مشکل کا کام

ہوتا تو اُن کے ساتھ شریک آپ ﷺ ہو کر آسان کر دیتے اور سواری میں اپنے ساتھ بٹھالیا کرتے اور کبھی اپنے ساتھ کھانا کھلاتے بے تکلفی سے گھر کا اور غریبوں کا کام کر دیا کرتے۔

پیاروں کے گھر جا کر مزاج پوچھتے تسلی فرما کر دعا کرتے اور اپنوں اور بیگانوں سب سے اچھا سلوک کرتے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے پڑوسیوں کے گھر کھانا بھیجا کرتے جو کوئی دشمنی کرتا آپ اس سے بھلائی کرتے کمال شرم سے نگاہ نیچے رکھتے غور سے نہ دیکھتے۔

مسکینوں کی بہت خاطر داری کرتے آپ ﷺ ان کو کھانا بھیجا کرتے آپ ﷺ ان کے ساتھ بہت انس کرتے اور فرماتے کہ میں تمہارے جیسا مسکین ہوں۔

دنیا کی لذتوں کو ایسا چھوڑا کہ کبھی پیٹ بھر کے نہ کھایا بسا اوقات آپ ﷺ پانی سے رات گزارتے ایک دن جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ پاک فرماتا ہے اگر میرے حبیب کو دنیا میں عیش کرنا منظور ہو تو مکے کے پہاڑوں کو سونے کے بنا دوں جہاں آپ جایا کریں سونے کے پہاڑ آپ ﷺ کے ساتھ چلا کریں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کی ہے جس شخص کا گھر عاقبت میں نہ ہو اور دنیا کا مال اس کا ہے جس کا مال آخرت میں نہ ہو بے شک بے وقوف آدمی دنیا بے وفا کو اختیار کرتا ہے ہوشیار وہی ہے جو پائیدار چیز کو طلب کر لے پس وہ آخرت ہے۔

پس ہر مسلمان غریب اور امیر کو لازم ہے کہ آخرت کو اختیار کر لے دنیا کسی کے ساتھ نہیں گئی چار دن کی زندگی کو گناہوں اور غفلت میں نہ گزارے کہ انجام برا ہوگا اس عمر عزیز کو عبادت اور نیک کاموں میں صرف کر کے تیاری آخرت کی کرے۔

جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور دنیا میں عادتیں اپنے پیغمبر صاحب کی سیکھے جو اللہ تعالیٰ کو اور سب بندوں کو پسند ہیں تکبر اور حسد سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور خوشی و غمی ہر معاملہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور رسم رواج پر عمل کرے اور رسم جاہلیت اور بدعت کو چھوڑ کر پکا مسلمان بنے تو جنت کی عیش نصیب ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف کا کیا بیان ہو سکے کہ جتنے پیغمبر گزرے سب کی خصلتیں آپ کی ذات مبارک میں مجموعہ موجود ہیں۔

## حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا جنگ تبوک سے رہ جانا

تین صحابہ حضرت کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی قوی غدر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود دو ذاتی اونٹنیاں تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف اعلان فرمایا تھا کہ لوگ تیاری کر لیں چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا میں بھی سامان سفر کی تیاری کا ارادہ صبح ہی کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے۔

پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔

مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر لشکر سے جا ملوں گا۔ اس طرح کل آج پڑا تار ہا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان تبوک



کو روانہ ہو گئے۔

اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان تیار نہ ہو سکا اب جب میں مدینہ منورہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بد نما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ ادھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب بن لؤیؓ نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی ہے؟

ایک صاحب نے عرض کیا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ تم غلط ہو ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہ فرمایا حتیٰ کہ چند روز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے غدر آتے تھے کہ اس وقت کس فرضی غدر سے جان بچالوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لیجاتے اور دو رکعت نفل (تحتیۃ المسجد) پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مسجد میں میں بھی تشریف لے گیا۔

وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور منافق لوگ جھوٹے جھوٹے غدر کرتے

اور قسمیں کھاتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہری حال کو قبول فرماتے رہے۔

انتے میں میں بھی حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا۔ اور اغراض فرمایا میں نے عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اغراض کیوں فرمایا۔ اللہ پاک کی قسم میں نہ تو منافق اور نہ ہی مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے ارشاد فرمایا۔ کہ یہاں آ۔ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی نہ کوئی بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ پاک نے عطا فرمایا۔

لیکن یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی بات عرض کروں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہو جائیں تو مجھے اُمید ہے کہ خدا پاک کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب کو زائل کر دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ عزوجل! مجھے کوئی نذر نہ تھا۔ اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں ہوا تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ۔ تمہارا فیصلہ اللہ پاک خود ہی فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے کہا بخدا ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس پہلے کوئی گناہ کیا ہوا اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔



میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے اب اس ارشاد کی صحابہ کرام نے تعمیل اس طرح کر کے دکھادی کہ کعب بن لہب فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا گویا دنیا ہی بدل گئی تھی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے درود یوار بیگانے ہو گئے مجھے سب زیادہ فکر اس بات کی تھی۔ کہ اگر میں اس حال میں مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدا نخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کون کر سکتا ہے۔

غرض ہم تینوں نے پچاس دن اس حال میں گزارے میرے دونوں رفقاء شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک جو اب کیلئے ہلے یا نہیں؟

میں نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چیرا کر دیکھتا کہ حضرت مجھے دیکھتے بھی ہی ہیں یا نہیں جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سے رخ انور پھر لیتے اور میری جانب سے اغراض فرما لیتے۔

غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کر دینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابوقادہؓ کی دیوار پر چڑھا۔ وہ میرے رشتہ کے چچا زاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا تو انہوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا۔

میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے بہت زیادہ محبت ہے انہوں نے اس کا جواب نہ دیا۔

میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا اللہ پاک جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قطبی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ میں اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالکؓ کا پتہ بتائیے لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا۔

اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے تجھے اللہ عزوجل ذلت کی جگہ نہ رکھے اور وقت ضائع نہ کرے تم ہمارے

پاس آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔“

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر ”انا للہ“ پڑھا کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں۔ اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا۔

”یا رسول اللہ! اب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اغراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔ اس حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس حضرت کا یہ ارشاد لے کر آیا کہ اپنی زوجہ کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اسکو طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کر لو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ پاک اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے وہیں رہنا۔“

ہلال بن امیہ کی زوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں کچھ کام کاج ان کا کر دیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اس بات کی تجھے اجازت ہے مگر قربت نہ ہو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں ہے جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس دن اور گزرے کہ ہم

سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی۔ اور زندگی بالکل دو بھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب ﷺ خوشخبری ہو تم کو میں اتنا ہی سن کر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے۔ میں نے اپنے پہننے والے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لیکر لوگ گئے میں جب مسجد نبوی میں گیا تو لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مبارکباد دینے کیلئے دوڑے اور سب سے پہلے ابو طلحہ ﷺ نے بڑھ کر مبارکباد دی۔ اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ مبارک کھل رہا تھا۔ اور خوشی چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔

میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائیداد ہے وہ سب اللہ پاک کے راستے میں صدقہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے کچھ حصہ میرے



پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لیے میں نے عہد کیا کہ میں  
ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔



## جنت کی موجیں

جنت کے معنی ہیں کہ ڈھلنا، پردہ کرنا۔ چھپانا۔ اور اس کے بعد سایہ دار درختوں کو کہتے ہیں اور پھر سایہ دار درختوں کے باغ کو بھی جنت کہتے ہیں لیکن پھر اسلامی اصطلاح میں اس مقام کا ایک نام رکھ دیا گیا ہے جس میں اچھے عمل کرنے والے خدا پاک کے فرماں بردار بندے اور نیک بندے قیامت کے بعد اس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھہریں گے۔ لیکن جہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنت کو جنت کیوں کہتے ہیں؟

اس لیے کہ یہ مقام لوگوں کی نظروں سے اس دنیا میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اور وہ اپنی ان آنکھوں سے اس کو نہیں دیکھ سکتے اور نہ کوئی انسان اپنے ان کانوں سے اس کی پوری حقیقت سن سکتا ہے اور ہاں اللہ پاک نے وہاں کی راحتیں اور ہر قسم کی آسائشیں اور انعامات مخلوق کی نظروں سے چھپا رکھے ہیں۔

### جنت کی لمبائی اور چوڑائی:

جنت کی لمبائی اور چوڑائی کے متعلق قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے مسلم شریف میں حدیث ہے کہ اس کی لمبائی یہ ہے کہ ادنیٰ درجہ کے جنتی کو جنت میں جو رقبہ دیا جائے گا وہ تمام دنیا کے رقبہ سے دس گنا زیادہ ہوگا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ جنت میں ایک درخت اتنا پھیلا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی سوار

اس کے سائے میں سو سال تک چلے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو اور تمہاری کمان رکھنے کی جگہ مشرق و مغرب سے بہتر ہوگی۔<sup>۱</sup>

ایک خدا سے ڈرنے والے کو دو دو باغ اتنے بڑے بڑے ملیں گے جن کی لمبائی اور چوڑائی اتنی ہوگی کہ اگر اس کے پورے حصہ میں گھومنا چاہیں تو سو برس میں ختم ہو۔<sup>۲</sup>

ہر مومن کیلئے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی 60 میل کی ہوگی اور اس خیمہ کے ایک ایک کونہ میں اس کی بیویاں اس طرح قیام کریں گی کہ ایک دوسری کونہ دیکھ سکے۔<sup>۳</sup>

جنت میں سو منزلیں ہیں اور ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان یعنی پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور فردوس سب سے اوپر کے درجے کا نام ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں اور جنت الفردوس کے اوپر عرش الہی ہے جب بھی تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس کو مانگو۔<sup>۴</sup>

جنت والے اپنے اوپر والوں کو بلندی کے باعث اس طرح دیکھیں گے کہ جس طرح تم اس چمک دار ستارے کو دیکھتے وہ جو باقی رہا ہو آسمان کے مشرقی یا مغربی حصہ میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ یہ تو پیغمبروں کی منزلیں ہیں پیغمبروں

۱۔ صحیح بخاری:

۲۔ (جواہر التفسیر، صفحہ نمبر: 394)

۳۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ (ترمذی شریف)

کے سوا وہاں پر اور کون پہنچ سکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ وہاں پر ضرور پہنچیں گے جو ایمان لائے اللہ پر اور تصدیق کی اس کے رسولوں کی۔

جنت میں سو درجے یعنی منزلیں ہیں اور ایک منزل اتنی بڑی ہے کہ اگر سارے جہاں کے لوگ اس میں جمع ہو جائیں۔ تو ان کے لیے وہی ایک درجہ کافی ہو جائے۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی جنت کہاں ہوگی؟

ساتویں آسمان کے اوپر عرش الہی کے نیچے اور عرش الہی جنت کی اس طرح چھت ہوگی جس طرح زمین و آسمان کی چھت بنا ہوا ہے اس وقت یہ آسمان ہو گا یا نہیں؟

نہیں بلکہ آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں سے ہی جنت میں جانے والے راستے پیدا کر دیے جائیں گے۔

جب یہ سورج بے نور کر دیا جائے گا اور اس میں کوئی روشنی نہ ہوگی تو جنت میں اندھیرا رہے گا یا کوئی روشنی بھی ہوگی؟ ہاں وہاں پر عرش الہی سے خاص قسم کا نور پہنچایا جائے گا اور جب رات کا وقت ہوگا تو پردے ڈال دیے جائیں گے جس سے جنتی لوگ سمجھ جائیں گے کہ اب آرام کا وقت ہو گیا ہے۔ اور صبح ہوتے ہی پردے ہٹا لیے جائیں گے جس سے جنتی لوگ یہ سمجھیں گے کہ اب صبح ہو گئی اور سیر و تفریح کیلئے

۱۔ (صحیح بخاری و مسلم)



اپنی اپنی آرام گاہوں سے نکل آئیں گے۔<sup>۱</sup>  
جنت کیسی ہوگی اللہ پاک کا فرمان:-

جس جنت کا متقیوں اور فرماں برداروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا بھی تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بھی بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ اور مزدار معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا اور جنتی لوگوں کے واسطے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔<sup>۲</sup>  
جو شخص قیامت کی پیشی کا خوف رکھ کر خدا کی اطاعت کرے گا اس کیلئے دو جنتیں ہوں گی ایک خدا کے خوف کا بدلہ۔ دوسرے گناہوں کے چھوڑنے کا بدلہ۔

ان دونوں میں میوہ دار درخت کثرت سے ہوں گے اور ہر درخت میں قسم قسم کے پھل ہوں گے اور ان باغات کی لمبائی اتنی ہوگی۔ جس میں درمیانہ رفتار سے اگر کوئی آدمی چلے تو سو سال میں اسکی لمبائی ختم ہو سکے اور ان میں اعلیٰ درجہ کے مکانات ہوں گے۔ ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے ایک کا نام تسنیم، دوسرے کا نام سلسبیل اور دونوں چشموں میں خصوصیت یہ ہوگی کہ جنت میں رہنے والا شخص جہاں چاہے اور اپنے مکان کے جس درجے میں چاہے اسی جگہ بے تکلف پانی لے لے۔

ان دونوں باغوں میں ایک یہ خصوصیت ہوگی کہ ان میں دو قسم کے پھل ہوں گے ایک کی صورت دنیاوی پھلوں کی طرح دوسرے کی صورت نئی جو دیکھی نہ سنی

۱۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا ص 237, 239)

۲۔ (سورۃ محمد 26)

اور یہ لوگ جنت میں تکیے لگائے ہوئے ایسے بستروں پر آرام کریں گے جن کے استر ریشمی کپڑے کے ہوں گے۔ اور ان کے ابرے نور کے ہوں گے۔ ان کے پھلوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ ان کی شاخیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

اور ان کے پھل جب جی چاہے گا فوراً خود بخود ٹوٹ کر منہ میں گر پڑیں گے اور ان دونوں باغوں میں نیچی نظر والی شرمیلی دوشیزہ لڑکیاں ہوں گی جن کو انکے شوہروں کے علاوہ کسی نے بھی ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔ وہ عورتیں اس قدر خوب صورت ہوں گی۔ غرضیکہ یہ دونوں جنتیں سونے کی بنی ہوئی ہوں گی۔ اور ان کا تمام سامان بھی سونے کا ہوگا۔

آنکھوں میں نور اور دل میں فرحت و تازگی بڑھے گی اور ان میں جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے اور کثرت سے پھل خصوصاً کھجوریں اور انار بھی ہوں گے اور ان چاروں باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو خوب صورت بھی ہوں گی اور نیک سیرت بھی ہوں گی۔ جو موتیوں کے تراشے ہوئے خیموں میں بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ جن کو ان کے شوہروں سے پہلے کسی نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا اور اس جنت کے رہنے والے سبز قالینوں اور قیمتی بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور یہ دونوں جنتیں اصحاب الیمین کے حصے میں آئیں گے بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اور اپنی کمائی کے باعث سرخرو ہوں گے اونچی اونچی جنتوں میں نہایت سکون اور آرام سے ہوں گے اور اس جگہ رنج پہنچانے والی کوئی بات نہ سنیں گے۔ اور اس میں ایک چشمہ جاری ہوگا جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا

۱۔ (بخاری و مسلم)

ہوگا۔<sup>۱</sup>

## نبی کی زبانی جنت کی کہانی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میری سفارش قیامت کے روز فرمائیے گا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور تیری سفارش کروں گا۔ اس پر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے پل صراط پر دیکھنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہاں پر آپ نہ ملیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر میزان کے پاس دیکھنا۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ اگر آپ وہاں بھی نہ ملے؟ اس پر آپ نے فرمایا تو حوض کوثر کے پاس ڈھونڈ لینا میں ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ پر ضرور وہ تم کو ملوں گا۔<sup>۲</sup>

موت کو موت آئے گی:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور جہنمی جہنم میں ”تو موت کو ڈونبہ کی شکل میں لایا جائے گا“ اور جنت اور دوزخ کے درمیان اس کو ذبح کر دیا جائے اور پھر ایک آواز دینے والا آواز لگائے گا۔

”اے جنت والو! اب موت نہیں اے دوزخ والو! اب کسی کو موت نہ آئے گی یہ منظر دیکھ کر جنتیوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے اور دوزخ والوں کے غموں میں

۱۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا) (124,245)

۲۔ جامع ترمذی:

اضافہ ہو جائے گا۔<sup>۱</sup>

جنت کی عورت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ پاک کے راستے میں صبح کو یا شام کو نکلنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنت والوں کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو اس کی خوبصورتی کے باعث مشرق و مغرب روشن ہو جائے اور مشرق سے مغرب تک تمام فضا خوشبو سے مہکا دے اور اس کی اوڑھنی سر پر اوڑھنے کا کپڑا دنیا سے بہتر ہے۔

ادنیٰ درجہ کا جنتی:۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ شخص ہوگا کہ اس کیلئے اسی ہزار خدمت گزار ہوں گے اور 72 بیویاں ہوں گی۔ اور اس کے واسطے ایک خیمہ لگایا جائے گا جو موتی اور یاقوت کا بنا ہوا ہوگا اور اس خیمہ کا طول و عرض یعنی لمبائی اور چوڑائی اتنی ہوگی جتنی جابہ سے لے کر صنعا تک۔

جابہ ایک شہر ہے شام میں اور صنعا یمن میں ایک مقام ہے گویا کہ ادنیٰ درجے کے جنتی کا خیمہ لمبائی اور چوڑائی میں اتنا ہوگا کہ جتنا شام اور صنعا یمن کے درمیان فاصلہ ہے۔<sup>۲</sup>

۱۔ بخاری و مسلم:

۲۔ جامع ترمذی و مسلم:



رب العالمین کے تین خطاب ادنیٰ جنتی سے:-

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ پاک اس جنتی سے فرمائیں گے جو تیری مُراد ہو مانگ اب یہ شخص جس قدر بھی اس کی مراد میں ہوں گی وہ سب کچھ ہی مانگ لے گا۔ اس پر اللہ پاک دوبارہ فرمائیں گے جنتی تیری مراد میں تھیں تو نے مانگ لیں وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں سب کچھ مانگ چکا تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ تیرے لیے تمام وہ چیزیں ہیں جس کی تُو نے تمنا کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اتنی ہی اور بھی ہماری طرف سے یعنی ایک تیرے مانگنے پر اور ایک ہم نے اپنی طرف سے شامل کر کے ان کو دو گنا کر دیا۔<sup>۱</sup>

جنت کا بازار:-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار لگایا جائے گا اور جنتی لوگ ہر جمعہ کو اس بازار میں آیا کریں گے اور جس وقت یہ لوگ بازار میں آئیں گے۔ تو شمالی ہوا چل کر ان کے چہروں اور کپڑوں پر قسم قسم کی خوشبو چھڑک دے گی۔ اور اس ہوا کی خاص تاثیر یہ ہوگی کہ اس ہوا کے لگنے کے بعد جنتی لوگ پہلے سے زیادہ خوبصورت حسین و جمیل ہو جائیں گے۔ اور جب یہ لوگ یہاں سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مکانوں میں واپس جائیں گے تو گھر والے تعجب کے ساتھ ان لوگوں سے کہیں گے کہ آپ تو یہاں سے جا کر بہت ہی خوبصورت ہو گئے ہو آخر اس کی کیا وجہ؟

یہ لوگ کہیں گے۔ خدا کی قسم ہماری غیر حاضری میں تمہارا حُسن و جمال بھی بے حد دل کش ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ گھر والوں کی خوب صورتی کا سبب بھی غالباً

وہی ہوا ہوگی جس نے مردوں کو خوب صورت بنا دیا تھا۔<sup>۱</sup>

جنتی مرد اور عورتیں:-

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں پہنچ کر جنت والے مرد عورت جنت میں کھائیں گے پیئیں گے لیکن کھانے کے باوجود یہ لوگ نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے نہ ان کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو کھانے کے فضلات بدن سے کس طرح خارج ہونگے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

اول: ڈکار آئے گی۔

دوسرے: ان کو مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا۔

اور فضلات ان دونوں کے ذریعے بدن سے خارج ہو جائیں گے اور ان لوگوں سے تسبیح و تحمید اس طرح سے بے اختیار جاری ہوگی جس طرح سانس بغیر کسی مشقت کے خود بخود نکلتا رہتا ہے۔<sup>۲</sup>

جنت والوں سے چار باتیں:-

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- جنت میں جنتی لوگ پہنچ جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کو آواز دے گا۔

1 اے جنت والوں تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے۔

۱- مسلم شریف:

۲- صحیح مسلم شریف: ۲ صحیح مسلم شریف:

- 2 اور تم زندہ رہوں گے اور تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔
- 3 تمہارے لیے فیصلہ ہے کہ تم ہمیشہ چین اور آرام میں رہو اور کبھی تکلیف اور مصیبت نہ دیکھو۔

- 4 اور تم لوگ ہمیشہ جوان رہوں گے کسی وقت بوڑھے نہ ہو گے۔ ۲
- جنت کے پرندے:-

اہل جنت کو کھانے کیلئے پرندوں کا گوشت بھی ملے گا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے برابر پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے پھرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو بڑی ہی اچھی زندگی میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے زیادہ بہترین زندگی میں ہوں گے۔ تین باریوں ہی فرمایا۔

اہل جنت کے تاج:-

حضرت ابو سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے سروں پر تاج ہوں گے۔ جن میں سے ادنیٰ موتی کی چمک اس قدر ہو گی کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان کے خلا کو روشن کر سکتا ہے۔ یعنی ان کے تاجوں میں سے اگر ادنیٰ موتی اس دنیا میں آجائے تو پورب سے پچھم تک پوری فضا کو روشن کر دیوے۔ ۱

۱۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا ص (246,263)

اختتام:

اگرچہ موضوع بڑا ہی نازک ہے اور میری کم علمی بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کرنے میں مانع تھی مگر پھر بھی عقیدت غلامی مصطفیٰ ﷺ کے پیش نظر اللہ کے فضل و کرم کے بھروسے اس کے محبوب پاک کی رحمت کے سہارے اور عترت پیغمبری کے لطف و کرم کے آسرے پر یہ جرات کر بیٹھی اور اللہ کا شکر ہے کہ میرے مرشد لاثانی کا صدقہ، نانی مرحومہ کے فیض اور ماں کی دعاؤں کے نتیجے میں میں نے جس منزل کی طرف قدم بڑھایا تھا وہ ہاتھ آگئی اور جس دریائے ناپید میں غوطہ زن ہوئی تھی اس کا کنارہ مل گیا اور میری وہ کشتی جو سمندر کی موجوں کے تھپڑے کھاتی رہی ساحل پر آن پہنچی اور میں نے جس مقصد کیلئے قلم اٹھایا وہ پورا ہو گیا اور کتاب مکمل ہو گئی۔

آخر میں میں قارئین کرام کی خدمت میں دردمندانہ درخواست کرتی ہوں کہ اگر میری اس کتاب میں کوئی غلطی دیکھیں تو معاف فرمائیں۔

مصنفہ:

مہوش





## تقریظا عمران

سیرت طیبہ پر اپنی اپنی بساط کے مطابق ہزاروں افراد نے بہت کچھ لکھا ہے کسی کا دعویٰ یہ نہیں کہ اس سے آگے کچھ تحریر نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ہر مصنف اپنے اپنے فن کا کامل مظاہرہ کرنے کے بعد یہی کہے گا کہ

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا  
 اس کتاب کی مصنفہ نے بھی یہ مختصر کوشش کی ہے۔ چند اردو کتب سے  
 ماخوذ یہ کتاب انتہائی آسان الفاظ میں تحریر کی گئی ہے۔  
 میری یہ دعا ہے کہ رب کریم مصنفہ کو علم دین کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے  
 اور علم و تحقیق سے وابستگی میں اضافہ فرمائے۔

عمران سلیم

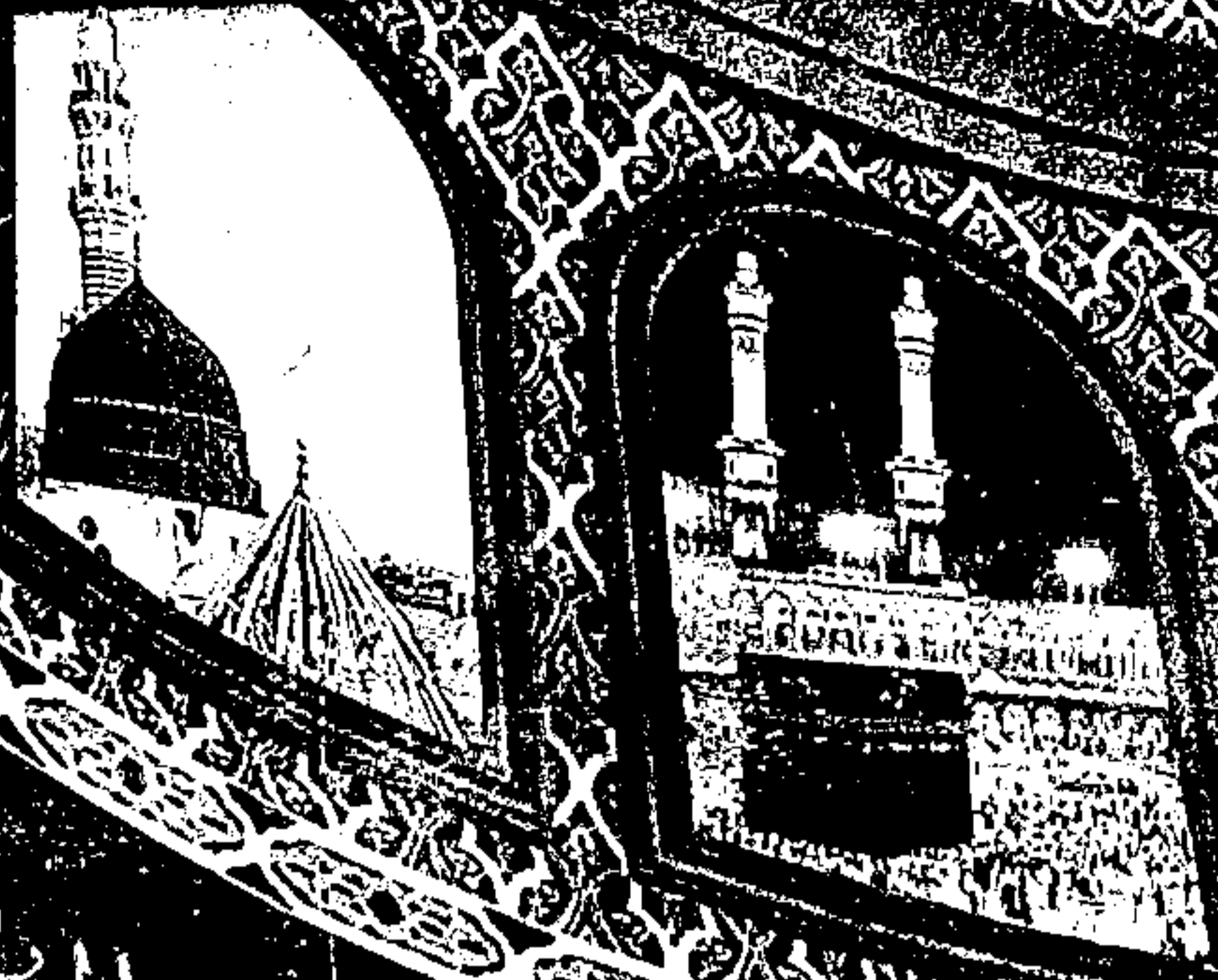
سے لی کہ جس مقام میں اب مزار اقدس حضور ﷺ ہے اور مٹی نہایت روشن و چمکیلی تھی اس میں نوح علیہ السلام کو ملایا اور عطریات اور تسخیم جنت کے پانی میں اس کا خمیر کیا اور بڑے موتی کی گل بنا کر بہشت کی نہروں میں غوطہ دیا اور پھر زمین و آسمان اور دریاؤں اور پہاڑوں پر پکرا گیا تاکہ پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کو سب پیمان لیں پھر حوالی عرش و کرسی کے ملائکہ نے اس کو پچایا اور اس کا طواف کیا اور تمام فرشتگان زمین و آسمان نے بھی پچایا۔ پھر موجود حقیقی نے اس کو ریاضت کے واسطے مامور فرمایا تو وہ نوح علیہ السلام قیام کبھی رکوع کبھی سجود میں اللہ جل شانہ و عمود الہ کی تسبیح کرتا رہا اور یہاں تک ریاضت میں مشغول رہا کہ عرق ہو گیا اور اس سے قطرے قطرے پگھلنے لگے اللہ پاک نے اول قطروں کے ایک ایک قطرے سے ایک ایک نبی آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا کئے۔ اب فرشتوں نے پکارا کہ اے زمین والوں خوش ہو کہ یہ مادہ نوری محبوب رب العالمین شفیع المؤمنین رحمتہ اللعالمین مشہور فی الاؤلئین و مدکور فی الآخرین ہیں اور پہاڑوں اور زمین و آسمان میں یہ صدا بلند ہوئی کہ جو کوئی اس امانت کے لینے کی لیاقت رکھتا ہو وہ باگاہ رب العالمین میں درخواست دے جب اس امانت با کراست کے لینے کی کسی نے اپنے میں لیاقت نہ پائی تو سب خاموش ہو گئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس طرح عرض کیا۔

بولے آدم یہ امانت تو مجھے مسلجبا ہے

بے بڑی چیز یہ دولت تو مجھے مسلجبا ہے

بے بہسا ہے جو اے کوئی نہیں لے سکتا

اس کی کچھ بھی نہیں قیمت تو مجھے مسلجبا ہے



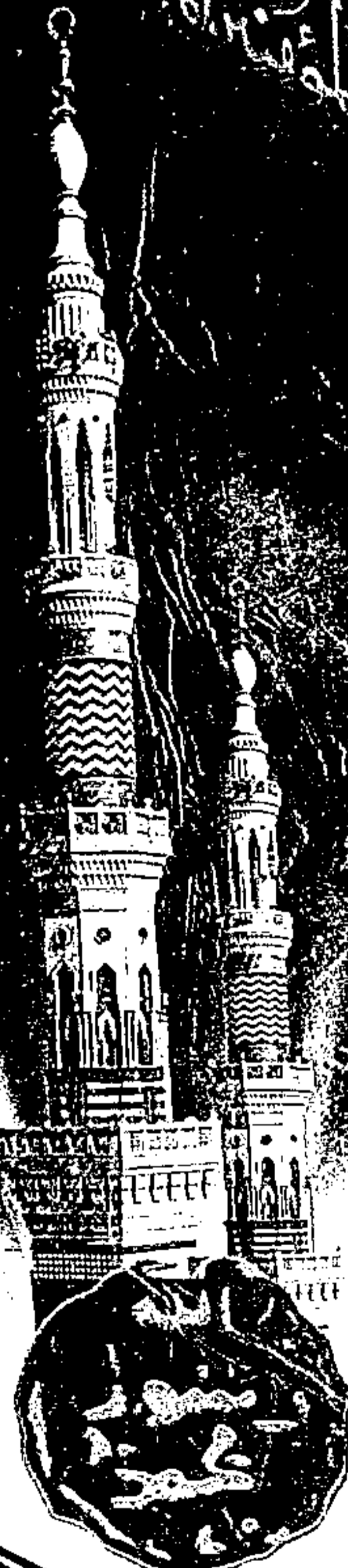
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مختصر صراط

صلى الله عليه وسلم

پیدائش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

مہوش شریف



ناشر

تاج پبلشرز

790 کلیم شہید روڈ غلام احمد آباد فیصل آباد  
0300-0321-7211978